بچوں کی تربیت

اُسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

پروفیسر محمد مسلم شیخ
لیکچرار: شعبہ علوم اسلامی، شاہ عبد اللطیف گورنمنٹ کالج میرپور خاص

ABSTRACT

Training for children stands for the continuous and creeping act of care that leads then to reach puberty with pragmatic sense of growth therefore respirabilities and owners false on the patriarchy and matriarchy to bring out the tenor of true theological concepts to them and inculcate them into them

The coordinal genesis of a toddler ought to commence with "la-ela-Illah" so that this very concept may penetrate into him, to begin with.

The holy prophet doted upon the children so that they were made to ride with himself and shoulder them.He (holy prophet) throws advice upon parents to touch upon their children as per religious doctrines and parental affection and doting.

It is too indispensable for parents to sketch over the equal rights of the children because it foments ,jealousy,hatred and aversion among the siblings.

Children should be so brought up to surge up as useful member of society and may maintain balance in relations and socio-politico and economical realms. They (children) ought to be so nurture ed to live out

their lives in accordance with holy prophet 'sunna ' in order that they may abstain and refrain themselves from injustice, lie,hatred, disobedience and a bit 'hell'
He (the holy prophet) lays the significance and importance on the education of children for the ample betterment of all religions and social institution
Further Islam inhibits from exploiting and capitalizing upon the Childers's right by imposing our (parents) rights upon theirs.
It Further orders the parents to solemnize the nuptial of their adult children with the care of their just willing.

تربیت معنی اور مفہوم:

تربیت عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ ''رب'' ہے۔علامہ بیضاوی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:'' تربیت کا لفظ ''رب'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کسی چیز کو آہستہ آہستہ اپنے کمال تک پہچانا، اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو رب کے لفظ سے مبالغتاً متصف کیا ہے۔ا۔

امام راغب اصفہانیؒ رقم طراز ہیں: رب کے لفظ کی اصل تربیت ہے اور تربیت کسی چیز کو بتدریج اپنی انتہاء تک پہچانے کو کہتے ہیں۔اور تربیت کے معنی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان کی دینی،فکری اور اخلاقی طور پر متوازن نشونما کی جائے۔۲۔

اردو لغت میں تربیت کی معنی تعلیم، تادیب، سُدھانا، سکھانا اور اخلاق وتہذیب کی تعلیم دینا ہے۔ جبکہ اصطلاح میں تربیت وہ خاص عمل ہےتا ہے جس کی پابندی اس لیے کی جائے تاکہ مقصد عمدگی کے ساتھ حاصل ہو،اور تربیت کے عمل سے جوہرِ اصلی یا خُلقی میں اضافہ ہوتا ہے۔۳۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بچہ والدین کے پاس امانت ہے اور ایک ایسا جوہرِ نفیس ہے کہ جو صاف وشفاف صفحہ کی طرح ہے جس میں جو نقش کرنا چاہیں کیا جاسکتا ہے۔ بچے کا تحفظ اسی میں ہے کہ والدین اس کی تربیت کریں، اس کو مہذب بنائیں، اسے عمدہ اخلاق کی تعلیم دیں، اسے بُرے دوستوں کی صحبت سے بچائیں اور اس کی نگرانی کرے۔۴۔

اس سے معلوم ہوا کہ تربیت اس مسلسل کیے جانے والے عمل کا نام ہے جس سے بتدریج بچے کے عملی کردار کی تعمیر اور اصلاح احوال کی تربیت کے ساتھ ساتھ نشونما اس وقت تک کی جائے کہ وہ بلوغت

کی حد تک پہنچ جائے۔ اس اعتبار سے یہ والدین، اساتذہ کرام اور مربیین کے ذمہ فرض ہے کہ وہ بچوں میں ایمان و اعتقاد کو راسخ کریں اور انھیں احکام شریعت کی تعلیم دیں اور یہ ذمہ داری ایسی ہے کہ جس کے بارے میں قیامت کے دن ان سے پوچھا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اپنے زیرِ نگران افراد کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔۵۔

صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نگران سے اس کے زیرِ نگران کے بارے میں سوال کرے گا کہ اس نے اس کی حفاظت کی یا اس کو ضائع کیا۔٦۔

تربیت کا جامع مفہوم یہ ہوا کہ تربیت انسان میں زندگی گزارنے کی کامل صلاحیت پیدا کرتی ہے یہ صلاحیت محض اخلاقی ہی نہیں بلکہ فکری و عملی، علمی و وجدانی، جسمانی و روحانی، انفرادی و اجتماعی اور ملی ہر لحاظ سے ہوتی ہے جس کے نتیجے میں انسان کامل انسان بنتا ہے اور یہی تربیت سے مقصود و مطلوب ہے۔

ارسطو کا استاد افلاطون لکھتا ہے کہ تربیت کا مفہوم یہ ہے کہ جسم اور روح کو پورا خوبصورت بنا دیا جائے اور ان صورتوں کو درجہء کمال تک پہنچا دیا جائے۔۷۔

سب سے پہلے کلمہ سکھانا:

بچے کی پیدائش اور ضروریات کو پورا کرنے کے بعد والدین پر جو اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بچے کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کا تعارف اور اس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ لا الہٰ الا اللہ سکھاؤ اور موت کے وقت بھی ان کو کلمہ لا الہٰ الا اللہ کی تلقین کرو۔ بے شک پہلی بات بھی کلمہ لا الہٰ الا اللہ ہو اور آخری بات بھی کلمہ لا الہٰ الا اللہ ہو، پھر وہ ایک ہزار سال بھی زندہ رہے تو اس سے ایک گناہ کے بارے میں بھی نہیں پوچھا جائے گا۔۸۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب بچہ بولنا شروع کرے تو اس کو لا الہٰ الا اللہ کی تعلیم دی جائے۔۹۔

والدین بحیثیت امین کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو پاک و صاف فطرت اسلام کے ساتھ بطورِ امانت ان کے سپرد کیا ہے۔ لہٰذا ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی اس طرح پرورش کریں کہ ان کی فطرت خراب نہ ہو۔ امام غزالیؒ نے وصیت کی ہے کہ: بچے کو قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ، نیک لوگوں کے واقعات اور دینی احکام کی تعلیم دی جائے۔

بچہ جب تک بولنے کے قابل نہ ہوجائے اس کے کانوں میں قرآن کریم کی تلاوت اور اچھی اچھی باتیں ڈالتے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے اور بچے کو سب سے پہلے کلمہ ''لا الہ الا اللہ'' سیکھانا چاہیے تاکہ عقیدہ توحید ابتدا ہی میں اس کے دل میں راسخ ہوجائے گا اور بعد کی زندگی میں وہ ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوجائے گا اور کسی بے جا خوف کی پرواہ نہ کرے گا۔ نیز نیک اور بزرگ لوگوں کی خدمت میں بھی لے جانا اور اس کے حق میں ان سے دعائیں کراتے رہنا چاہیے۔

دودھ پلاتے ہوئے اور سلاتے ہوئے ''لوری'' کا اہتمام بچے کے ساتھ ایک خصوصی تعلق کا اظہار ہے۔ ہمارے بزرگوں نے لوری کو خصوصی توجہ کا مستحق گردانا ہے کہ: ماں لہک لہک کر مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ چھوٹے چھوٹے جملے جن میں اللہ کا ذکر اور اچھے امور کی تعلیم ہو، کہتی رہے تو آواز کی شیرینی بچے کو سکون بخشتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ سونے سے پہلے سر اور جسم سہلانے سے پیار ومحبت بھرا یہ سکون انگیز رویہ اسے ایک پر سکون نیند بخشتا ہے۔ نیز آپ کا بچہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسکے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے آپ اپنا مزاج اور چہرے خوشگوار رکھیں کیوں کہ بچہ ابتدا میں اگرچہ بولنے کی طاقت نہیں رکھتا لیکن اس کی نظر اور سننے کی قوت بڑی گہری ہوتی ہے۔

آج کے اس تہذیبی کشمکش کے دور میں مسلمانوں نے اپنی اقدار اور سنت نبوی ﷺ کو بالائے طاق رکھ دیا ہے جس کے برے نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ آج کا معصوم سا بچہ جب بولنا شروع کرتا ہے تو گھر والے اس کو مما، پپا کی رٹ لگواتے ہیں۔ گھر میں چلنے والی موسیقی اس کے کانوں میں پڑتی ہے نتیجتاً بچہ ابتدا ہی سے خرافات سیکھتا ہے۔ نتیجتاً بچہ کچھ بولنے لگتا ہے تو پہلے خراب جملے اور گالیاں وغیرہ منہ سے نکالتا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ والدین ان کی ان غلط حرکتوں سے نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ لوگوں کے سامنے فخریہ پیش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں بچہ اس قسم کی غلط حرکات کو برائی محسوس ہی نہیں کرتا بلکہ برائی کے ارتکاب میں فخر محسوس کرتا ہے۔

محبت وشفقت سے پیش آنا:

بچوں سے محبت وشفقت کرنا انسانیت اور اخلاق کا عمومی اصول ہے۔ دینِ اسلام اور نبی ﷺ نے اس کی بہت تاکید فرمائی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسن بن علیؓ کو بوسہ دیا اس وقت آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس تمیمیؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرعؓ نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بھی بوسہ نہیں دیا۔ اس پر پیارے نبی ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ

آپ ﷺ نے اس شخص سے ارشاد فرمایا ''اللہ تبارک وتعالیٰ تمھارے دل سے رحمت نکال دے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔'' ۱۰۔

حضور ﷺ کے اخلاقِ کریمہ میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ ﷺ بچوں سے انتہائی نرمی اور شفقت کا معاملہ فرماتے۔ انھیں اپنی سواری پر بٹھا لیتے، کندھوں پر سوار کراتے اور مسکرا کر انھیں سلام کرتے۔ ان سے پیار بھری باتیں کرتے اور والدین کو بھی ان سے نرمی کا برتاؤ کرنے کی تاکید کرتے۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن بن علیؓ کو اپنے کندھے پر سوار کیا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں:

اللھم انی احبہ فاحبہ۔ ۱۱۔

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے پکڑ کر ایک زانو پر بٹھا لیتے اور حسن بن علیؓ کو دوسرے زانو پر بٹھا لیتے پھر ہم دونوں کو گلے لگاتے اور فرماتے: ''اے اللہ میں ان پر شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر مہربانی فرما''۔ ۱۲۔

زمانہ جاہلیت میں بچوں کے ساتھ روا رکھی جانے والی سنگ دلی اور سخت مزاجی کو پیارے نبی ﷺ نے بے رحمی فرمایا جو کہ اولاد کی تربیت کے لیے مضر ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ لوگ میرے ساتھ محبت وشفقت کا برتاؤ کریں اس کو چاہیے کہ وہ دوسروں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے اور جو شخص چاہتا ہو کہ بڑھاپے میں اولاد مجھ سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اولاد سے محبت وشفقت سے پیش آئے۔ رحم دلی اللہ کی دین ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے شفقت ومحبت کی دعا کرتے رہنا چاہیے اسی سے انسان اپنی زندگی خوش گوار بنا سکتا ہے اور رب تعالیٰ کی رحمت کا حق دار بن سکتا ہے۔

کسی مجلس یا گفتگو کے دوران کوئی دیکھے کہ بچہ کسی پریشانی یا تکلیف میں مبتلا ہے تو فوراً بچے کی پریشانی وتکلیف کو دور کرنے میں لپک پڑنا، مجلس کے آداب کے قطعاً خلاف نہیں ہے اور نہ اس کو محسوس کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ ایک موقع پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آگئے۔ دونوں نے سرخ رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی جب وہ چلتے تو گر پڑتے۔ یہ دیکھ کر رسول ﷺ منبر سے اترے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا اور فرمانے لگے:

صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنہ۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد آزمائش ہے۔ میں نے ان دونوں کو چلتے اور گرتے ہوئے دیکھا تو میں نے بے ساختہ اپنی بات منقطع

کردی اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔ ۱۳

بچے بڑوں کے رویّوں کا فوراً نوٹس لیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں کسی چھوٹی موٹی غلطی پر بھی بچے کو سخت سست کہا جاتا ہے اور سختی کا رویہ اپنایا جاتا ہے۔ یہ شفقت کے خلاف ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال آپ ﷺ کی خدمت میں گزارے، لیکن آپ ﷺ نے مجھے کسی بات پر ڈانٹا نہیں۔

اسی طرزِ عمل سے بچے ضدی اور نافرمان ہوجاتے ہیں۔ وہ آہستہ آہستہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں اور خود اعتمادی ختم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے بچوں سے اچھا برتاؤ کرنا چاہیے لیکن اتنا بھی نہیں کہ وہ ہٹ دھرمی اور بے جا ضد پر اتر آئیں۔ یہ بھی ان کے لیے نقصان دہ ہے۔

عربی کا مقولہ ہے ''نہ اتنے میٹھے بنو کہ لوگ کھا جائیں اور نہ اتنے کڑوے بنو کہ لوگ تھوک دیں''۔

بچوں کے درمیان عدل کرنا:

حقوق الاولاد میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنی اولاد کو تحفہ تحائف میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دی جائے۔ اور کسی ایک بچے کو تحفہ دینا اور دوسروں کا نہ دینا ناانصافی ہے کیوں کہ بعض بچوں کو تحفہ دینے اور بعض کو نہ دینے سے بچوں کے درمیان آپس میں عداوت، کینہ اور حسد پیدا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا تحفے سے محروم اولاد اور والدین کے درمیان دُوری پیدا ہوجاتی ہے۔ اس طرح نیکی اور خدمت کی بنیاد پر بھی تخصیص درست نہیں کیوں کہ نیکی اللہ کے لیے ہوتی ہے اور حالات کے تبدیل ہونے کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ کسی بچے کو ترجیح دینے سے اس میں تکبر پیدا ہوگا اور کسی وقت اس خوش فہمی میں والدین کی نافرمانی کر بیٹھے گا۔

بچوں کے درمیان عدل کرنا اباحت کے نہیں بلکہ وجوب کے درجے میں ہے کیوں کہ رسول ﷺ نے عدل نہ کرنے کو ظلم قرار دیا اور ایسے کسی معاملے پر گواہ بننے سے انکار فرمادیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میری والدہ نے میرے والد سے اپنے مال میں سے کچھ ہدیہ (تحفہ) دینے کا کہا۔ پھر میرے والد نے صورتِ حال دیکھ کر مجھے دے دیا۔ لیکن پھر میری والدہ کہنے لگی ''میں اس تحفے سے اس وقت تک خوش نہیں ہوں گی جب تک تم نبی ﷺ سے اس پر گواہی نہ لے آؤ۔ میرے والد میرا ہاتھ پکڑ کر رسول ﷺ کے پاس لے گئے میں تو چھوٹا بچہ تھا۔ میرے والد نے پیارے نبی ﷺ سے کہا کہ اس کی والدہ بنت رواحہ نے مجھ سے اس کو کچھ تحفہ دینے کا

مطالبہ کیا۔رسول ﷺ نے فرمایا''کیا آپ کے اس کے علاوہ بھی بچے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں! (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ) آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے: مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔ ۱۴۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ ۱۵۔

ہمارے اسلاف اور صلحا تو اولاد کو پیار کرنے اور چومنے میں بھی عدل سے کام لیتے تھے کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے یہی تعلیم دی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس اس کا چھوٹا بیٹا آیا۔ اس نے اسے چوما اور اسے گود میں بٹھالیا۔ پھر ایک چھوٹی سی بیٹی آئی تو اسے پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے ان دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔ ۱۶۔

بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ اللہ تعالی بیٹے سے والد کے متعلق سوال کرنے سے پہلے والد سے بیٹے کے حقوق کا سوال کرے گا۔

ہمارے معاشرے میں اولاد کو تقسیم جائیداد کے حوالے سے ایک دوسرے پر فوقیت دینے کی وبا عام ہے اکثر اوقات کوئی ایک بچہ یا بعض بچے والد یا سب گھر والوں کے لاڈلے ہوتے ہیں اور انہیں غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے جس سے باقی بچوں میں حسد اور عداوت اور لاڈلے بچوں میں تکبر اور نافرمانی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔

البتہ والد کسی بچے کو ایسی چیز دیتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے اور دوسرے کو اس لیے نہیں دیتا کہ اس کی وہ ضرورت نہیں ہے مثلاً تعلیمی ضروریات، علاج، شادی وغیرہ کے معاملات میں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ یہ تخصیص ضرورت کے پیش نظر ہے۔

بچوں پر شفقت اور ان کی اخلاقی تربیت:

بچے کو شروع سے ہی ایمان باللہ، استعانت باللہ اور خوف خدا کی تربیت دی جائے تو بچوں میں خود بخود شریفانہ اخلاق کو اختیار کرنے اور ہر فضیلت کو حاصل کرنے کا فطری ملکہ اور شعور و احساس پیدا ہوتا ہے لہٰذا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، قرآن مجید سے تعلق، آخرت کی فکر، رب کی رضا اور جنت کا حصول اور شوق کو بچے کے دل میں اس طرح راسخ کیا جائے کہ وہ اس کی سیرت و کردار میں سما جائیں اور اس کے دل و دماغ میں جاگزیں ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے (سواری) پر تھا تو آپ ﷺ فرمانے لگے! اے میرے بیٹے! میں تمھیں کچھ باتیں سکھاتا ہوں۔ تم اللہ کو یاد کرو، وہ تمھاری حفاظت کرے گا۔ تم اللہ کو یاد کرو، تم اسے (اپنی مدد کے لیے) اپنے سامنے پاؤ

گے۔تم جب کچھ مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو، تم یہ بات ذہن میں رکھو کہ اگر سارے لوگ اکٹھے ہو کر تمھیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہیں تو تمھیں اس کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تمھارے مقدر میں لکھ رکھا ہے اور اگر پوری دنیا مل کر تمھیں کسی قسم کا نقصان پہنچانا چاہے تو وہ تمھیں اس کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اللہ نے تمھارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔بس قلم رک گئے اور کتابیں خشک ہو گئیں۔۱۷۔

بچوں کی تربیت کرنا اور اس تربیت کی خاطر بچوں کو اپنے ساتھ رکھنا یہ ان کا حق ہے۔اس سے وہ تہذیب یافتہ ہوتے ہیں اور دانش و حکمت سیکھتے ہیں۔ان کے اخلاق سنورتے اور اچھی عادات پختہ ہوتی ہیں۔نبی کریم ﷺ نے بچوں کے اس حق کو بھی پیش نظر رکھا۔چناں چہ حضرت انسؓ ،آل جعفرؓ، حضرت فضیلؓ ،حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور دوسرے بے شمار بچوں کو اپنی صحبت سے فیضیاب کیا۔

حضرت سائب بن یزیدؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے رسول ﷺ کو دیکھا میرے ساتھ کچھ اور لڑکے بھی تھے ہم آپ ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ کھجوریں کھا رہے تھے اور آپ کے پاس کچھ صحابہؓ بھی تھے آپ ﷺ نے ان کھجوروں میں ایک ایک مٹھی ہمیں عطا فرمائی اور ہمارے سر پر ہاتھ پھیرا۔۱۸۔

''بچے کی تربیت کا وقت اس کے پیدا ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔جب بچہ مہینہ بھر کا ہوتا ہے اس وقت اسے ظاہر میں کوئی عقل و شعور اور کچھ تمیز نہیں ہوتی ہے لیکن اس کے سامنے نہ کوئی بری بات کہو اور نہ کوبری ہیبت اختیار کرو، کیوں کہ بچہ حساس ہوتا ہے ، اس کا قلب سفید کاغذ کی مانند ہوتا ہے۔آنکھ کے راستے جو ہیبت جائے گی اس کے دل پر نقش ہو جائے گی۔اگر کوئی بری بات یا گالم گلوچ سنے گا تو وہ کان کے راستے اس کے دل پر چھپ جائے گی۔دودھ پیتے بچے کے سامنے تہذیب و شائستگی کی بات کی جائے ، بے ہودہ حرکات اور باتیں ان کے سامنے نہ کی جائیں وہ بھی ان کے دل میں گھر کر جاتی ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن عامرؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے کہ مجھے میری والدہ نے بلاتے ہوئے کہا:'' آؤ میں تمہیں کچھ دیتی ہوں''۔ یہ سن کر رسول ﷺ نے فرمایا:''تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟'' اس نے عرض کیا میں اسے کھجور دوں گی۔آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ ۱۹۔

جب بچے کی تربیت اسلامی عقائد سے نہیں ہوگی اور وہ دینی تعلیمات سے عاری اور تعلق باللہ سے خالی ہوگی تو بلاشبہ بچہ فحش و فجور کی روش اور الحاد و گمراہی میں پروان چڑھے گا اور دنیاوی زندگی کی

جاہلانہ طرزِ عمل پر گزارے گا۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو زندگی کے نشیب و فراز سمجھانے اور اس کی اعتقادی و اخلاقی تربیت کے لیے جو نصیحت فرمائی وہ درحقیقت اتنی جامع اور پرمغز تھی کہ وہ عقلی پختگی کے لیے انتہائی اہم ہے۔اس سلسلے میں قرآن کی سورہ لقمان کا مطالعہ والدین کے لیے نہایت ضروری ہے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو جو نصیحت کیں ان سنہری اصولوں کو مختصراً نکات کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔

☆ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

☆ ماں باپ کے ساتھ ادب سے پیش آنا، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کہ تیری ماں نے تجھے پیدائش سے قبل بڑی مشقت میں اٹھائے رکھا، پھر اس کے بعد دو برس تک تجھے دودھ پلایا۔تجھ پر یہ لازم ہے کہ میرا (یعنی اللہ کا) اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کر، آخر کار تجھے میرے (یعنی اللہ کے) پاس لوٹنا ہے۔

☆ اپنے والدین کی ہر بات کی اطاعت کر، الّا یہ کہ وہ تجھے شرک پر مجبور کردیں۔دنیا میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کر۔

☆ ظلم یا برائی خواہ کتنے پردوں میں چھپے ہوں یا کتنے ہی کم ہوں، خدا ان کو دیکھتا اور جانتا ہے۔وہ روزِ قیامت ان کو نکال کر نامۂ اعمال میں سامنے رکھ دے گا۔

☆ نماز قائم کرا ور اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہا کر۔

☆ کوئی مصیبت آجائے تو آہ وزاری کرنے کی بجائے اس پر صبر کر، کہ یہ اولوالعزم لوگوں کا کام ہے۔

☆ زمیں پر اکڑ کر نہ چلنا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

☆ اپنی رفتار میں میانہ روی رکھو اور چیخ کر نہ بولا کر، اپنی آواز کو مدھم رکھو کیوں کہ آوازوں میں بدترین آواز گدھے کی ہے۔

بچوں کو آداب سکھانا ایک نہایت ہی اہم ذمہ داری ہے۔بچہ اچھے اخلاق کی تعلیم پائے گا تو بڑا ہوکر نیک بنے گا اور والدین کے لیے بھی اجر کا باعث بنے گا۔اگر بچپن میں برائی کا عادی ہوگیا تو خود بھی تباہ ہوگا اور اس کا وبال والدین پر بھی ہوگا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے !اگر تم یہ کرسکو کہ تمہاری صبح اور شام اس عالم میں گزرے کہ تمہارے دل میں کسی بھی شخص کے متعلق

دھوکہ وفریب نہ ہوتو ایسے ضرور کرو"۔ ۲۰؎

بچوں کی تربیت کے سلسلے میں ان کے اخلاق و عادات کی تربیت کرنا ایک انتہائی اہم اور نازک عمل ہونے کے ساتھ ساتھ یہ ایک مسلسل اور ہمہ جہت کام ہے۔ اس حوالے سے ذراسی کوتاہی بچے کی پوری زندگی کو تباہ کر دیتی ہے اور یہی وہ بنیادی عمل ہے جس کو بطریقہ احسن سرانجام دینے سے اولاد انسان کے لیے ذخیرہ آخرت بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس حساس معاملے میں مسلمانوں کی بے انتہا رہنمائی فرمائی ہے۔

حضور ﷺ نے اپنے ارشادات سے اور اسلاف نے اپنے اقوال و اعمال سے والدین کو ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو اسلامی آداب وسکھائیں تا کہ آیندہ زندگی دینی اعتبار سے صحیح ہو اور دنیاوی طور پر بھی کامیاب ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔ ۲۱؎

حضرت علیؓ نے فرمایا: خیر اور بھلائی سیکھو اور اپنے اہل وعیال کو اس کی تعلیم دو اور ان کو مؤدب بناؤ۔ ۲۲؎

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ بچوں کو خیر اور بھلائی کا حکم دو اور ان کو برائی سے روکو۔ ۲۳؎

بنیادی آداب کی تربیت: بچوں کی تربیت ایسے منظم اور جامع انداز میں ہونی چاہیے کہ وہ گھر کے اندر اور گھر سے باہر، اہل خانہ، ہمسائے، مسجد، مدرسہ، اسکول، بازار اور کھیل کے میدان اور تمام معاشرے کے حقوق و آداب پر حاوی ہو اور ان تمام میدانوں کے لیے کی جانے والی تربیت میں یکسانیت ہو۔ لہٰذا بچوں کی تربیت کے سلسلے میں بنیادی آداب کی تعلیم کا ضرور خیال رکھنا چاہیے اور ان کو اچھے آداب کا عادی بنانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے نیز بچوں کو جن امور کی تربیت دینا مقصود ہو تو اس کا نبوی ﷺ اور عمدہ طریقہ ہی یہ ہے کہ پہلے مربی اس پر عمل کر کے دکھائے۔

چند بنیادی آداب ذیل میں دیئے جاتے ہیں جن کا خیال رکھنا بچوں کی شخصیت اور زندگی پر مثبت نقوش ثبت کرتے ہیں۔

مربی کو چاہیے کہ وہ بچوں میں سلام کے آداب راسخ کریں اور ان کو سلام کرنے کا اور اس کے آداب کا لحاظ رکھنے کا عادی بنائیں۔ مسلم معاشرے میں جو بنیادی کمزوریاں پائی جاتی ہیں ان میں حسد، بغض، کینہ وغیرہ عام ہیں اور اس کی ایک وجہ سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں یہ نظر آتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے اور اگر کرتے بھی ہیں تو محض رسماً وگرنہ سلام کرنا ایک ایسا عمل ہے جس سے

لوگوں کے درمیان محبت ومودت پیدا ہوتی ہے اور نفرت وعداوت ختم ہو جاتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''اے ایمان والوں تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو،

جب تک اجازت حاصل نہ کرلو اور اس میں رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔'' ۲۴۔

ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے۔

بنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوگے جب تک کہ تم مومن نہ بن جاؤ، اور تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تم وہ کرلو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: سلام کرو اس کو بھی جس کو تم جانتے ہو اور اسکو بھی جس کو تم نہیں جانتے۔ ۲۵۔

سورہ نور ہی میں اللہ پاک نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ نابالغ بچوں کو تعلیم دیں کہ وہ خاص طور پر تین اوقات میں کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لیں اور وہ تین اوقات یہ ہیں۔

ا۔ فجر سے پہلے کہ یہ وقت سونے کا ہوتا ہے۔ ۲۔ دوپہر کے وقت، اس لیے کہ یہ وقت کھانا کھانے اور قیلولہ وآرام کرنے کا ہوتا ہے۔ ۳۔ نماز عشاء کے بعد

اجازت لیتے ہوئے دروازہ کھٹکھٹایا جائے اور جب اندر سے پوچھا جائے کون؟ تو اس کے جواب میں اپنا نام یا لقب بتایا جائے تاکہ پوچھنے والے کو تکلیف بھی نہ ہو اور وہ سمجھ جائے کہ کون اندر آنے کی اجازت چاہ رہا ہے۔ اور جب اجازت ملے تو سلام کرتے ہوئے داخل ہوں۔ اور اگر اجازت نہ ملے تو خوش دلی کے ساتھ واپس لوٹ جائیں یعنی بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہوں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کون ہے؟ میں نے عرض کیا، میں! تو نبی ﷺ نے فرمایا میں! میں! کیا ہوتا ہے ؟ کسی کے گھر جانا ہو اور اجازت لینا مقصود ہو تو دروازے سے ایک طرف ہٹ کر دروازہ کھٹکھٹایا جائے اور السلام علیکم کہا جائے۔

حضور اکرم ﷺ جب کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو بالکل دروازے کے سامنے ہرگز کھڑے نہ ہوتے بلکہ دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑے ہوکر ''السلام علیکم'' کہتے۔

نبی کریم ﷺ نہ صرف یہ کہ بچوں کو سلام کرنے ، گھر میں داخل ہونے اور اجازت لینے کے آداب کی تربیت دیتے بلکہ آپ ﷺ خود بھی بچوں کو سلام کرتے ، چناں چہ آپ ﷺ نے ایک موقع پر حضرت انسؓ سے فرمایا: اے میرے بیٹے !جب تم گھر میں داخل ہوتو ''السلام علیکم'' کہا کرو۔ یہ چیز تمھارے اپنے لیے اور تمھارے گھر والوں کے لیے باعث برکت ہے۔۲۶۔

حضرت انسؓ ایک مرتبہ کھیلتے ہوئے بچوں کے پاس سے گزرے اور انھیں السلام علیکم کہا اور پھر بتایا کہ اایسا کرنا نبی ﷺ کا معمول تھا۔۲۷۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔۲۸۔

کھانے پینے کے آداب کی تربیت:

بچوں پر عموماً جو بری عادت سب سے پہلے اثر انداز ہوتی ہے وہ زیادہ کھانے کی خواہش ہے۔ بچے کو اس بات کا عادی بنایا جائے کہ وہ کھانا کھانے بیٹھنے سے پہلے اپنے ہاتھ اچھی طرح دھو لے اور داہنے ہاتھ سے ''بسم اللہ'' پڑھ کر جو دال دلیا مل جائے آرام آرام سے، اچھی طرح چبا چبا کر کھالے، کھانے کی طرف نہ گھورے اور نہ دوسرے کھانے والوں کو تکتا رہے، اپنے سامنے سے کھائے اور دوسروں سے پہلے کھانا شروع نہ کرے۔

رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے میں برکت اس کے شروع کرنے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھونے میں ہے۔۲۹۔

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں ابھی بچہ تھا اور رسول ﷺ کی پرورش اور تربیت میں تھا۔(ایک دن آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا) اور میرا ہاتھ رکابی میں گھوم رہا تھا، چناں چہ رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ''بسم اللہ'' کہو، دائیں ہاتھ سے اور اپنی طرف سے کھاؤ۔۳۰۔

کبھی کبھی اسے روکھی روٹی بھی کھلائیں تاکہ بغیر سالن روٹی کھانا اس کے لیے پریشانی کا باعث نہ بنے، کھانے کے معاملے میں دوسروں کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ کھانے پینے کے حوالے سے اس میں لالچ کم ہو اور جو معمولی کھانا مل جائے اس پر قناعت کر سکے۔

بچوں کو یہ بات بھی سمجھائیں کہ اگر دسترخوان پر کوئی لقمہ وغیرہ گر جائے تو اسے بھی صاف کر کے کھا لینے میں عیب یا کراہت محسوس نہ کریں کیوں کہ یہ ہمارے پیارے آقا محمد عربی ﷺ کا طریقہ بھی ہے اور آپ ﷺ کی تعلیمات بھی ہیں۔

اپنے بچوں کو رزق حلال کھلائیں اور حرام رزق کی اس کے سامنے بھرپور مذمت بیان کریں، ان کے دل میں یہ بات بٹھائیں کہ حرام چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو وہ ہمیں رب کی رضا کے راستے سے بھی دور کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس شخص سے ناراض ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں بھی وہ بے وقعت ہوتا ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نواسۂ رسول حضرت حسن بن علیؓ نے صدقے کے مال میں سے ایک کھجور لے لیا اور اسے منہ میں ڈال لیا۔ یہ دیکھ کر رسول ﷺ فرمانے لگے: تھوتھو، اسے نکال پھینکو، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ ۳۱۔

حضرت رافع بن عمرو غفاریؓ سے روایت ہے کہ میں اور ایک انصاری لڑکا پتھر مار کر کھجور گرایا کرتے تھے، نبی ﷺ کی عدالت میں یہ شکایت پیش کی گئی، مجھے نبی ﷺ کی عدالت میں لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکے تم کھجوروں کو پتھر کیوں مارتے ہو؟ میں نے کہا میں انھیں گرا کر کھا لیتا ہوں، آپ ﷺ فرمانے لگے: پتھر پھینک کر نہ گرایا کرو۔

''پہلے میری ماں کی زبان کاٹ دو'' ایک شعری عدالت نے ایک چور پر چوری کی حد نافذ کرنے کا حکم صادر کیا۔ جب سزا پر عمل درآمد کا وقت قریب آیا تو اس نے بلند آواز سے کہا: میرا ہاتھ کاٹنے سے پہلے میری والدہ کی زبان کاٹ دو۔ اس لیے کہ میں نے پہلی مرتبہ اپنے پڑوسی کے ہاں سے انڈا چوری کیا تو میری والدہ نے مجھے کوئی تنبیہ نہ کی اور نہ مجھ سے کہا کہ اس کو واپس کر دو، بلکہ خوش ہو کر کہنے لگی: الحمدللہ! میرا بیٹا جوان ہو گیا۔ اگر میری ماں اپنی زبان سے میرا جرم نہ چھپاتی تو آج میں چور نہ ہوتا۔ ۳۲۔

مجلس کے آداب کی تربیت:

کوئی انسان تنہائی میں زندگی نہیں گزار سکتا اس لئے کامیاب زندگی میں انسانوں کے آپس کے تعلقات اہم اور ضروری ہیں اور تعلقات کی بنیاد ملاقات اور مجلس سے وابستہ ہے لہٰذا بچوں کو لوگوں سے تعلقات کے رکھ رکھاؤ اور محفل و مجلس کے آداب کی بھی تعلیم دیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ کی نصیحت:

بچوں میں اس بات کی عادت ڈالی جائے کہ کسی بیٹھنے کی جگہ کے پاس نہ تھوکے، نہ کھنگار پھینکے، نہ جمائی لیتے ہوئے منہ کھولے، کسی کی طرف پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور نہ ہی پاؤں پر پاؤں رکھے۔ اپنے ہاتھ کو ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر اور سر کو کلائی کا سہارا دے کر نہ بیٹھے کیوں کہ یہ سستی کی علامت ہے۔ اس کو بیٹھنے کا طریقہ سکھائیں۔ زیادہ باتیں کرنے سے منع کریں، اسے بتائیں کہ زیادہ باتیں کرنا معیوب حرکت اور

ادنیٰ لوگوں کا طریقہ ہے۔ قسم خواہ سچی ہو یا جھوٹی، دونوں سے روکیں۔ ۳۳۔

مناسب یہ ہے کہ اس بات کا بھی عادی بنایا جائے کہ وہ والدین، معلم و مربی اور ہر وہ شخص جو اس سے عمر میں بڑا ہو خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ اس کا اکرام کرتے ہوئے اس کے لیے احتراماً کھڑا ہو جائے، جگہ کو کشادہ کرے، بات میں پہل نہ کرنے، جو پوچھے صرف اس کا جواب دے۔ عمر میں بڑا شخص بات کر رہا ہو تو اس کی بات غور سے سنے۔

ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمان بن سہیلؓ اور حُوَیِّصہ بن مسعود، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبدالرحمانؓ نے بات کرنا شروع کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کبیر الکبر'' بڑے کو بات کرنے دو۔ ۳۴۔

بچوں کو بے ہودہ اور فحش کلامی، لعن طعن کرنے اور گالم گلوچ سے اس قدر روکا جائے کہ جس بچے میں یہ غلط عادات ہوں وہ ان سے بھی نہ ملے۔ بچوں کی تربیت کی بنیاد ہی یہ ہے کہ ان کو برے دوستوں کی صحبت سے بچایا جائے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا۔ لہٰذا اسے دوست منتخب کرتے وقت غور و فکر کر لینا چاہیے۔ ۳۵۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ بچوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنے کے لیے انھیں تہذیب اور عمدہ اخلاق سکھائیں اور انھیں برے لوگوں کی صحبت سے بچائیں۔

لباس کے آداب کی تربیت:

اللہ تعالیٰ نے لباس کو انسان کی ضرورت، زینت اور حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے۔ لباس کے انتخاب میں حضور نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ شروع ہی سے بچوں کو لباس پہناتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ سنتِ طیبہ اور اسلامی وضع قطع کے مطابق ہو، جب اسے بچپن ہی سے اسلامی لباس سے آشنا کیا جائے گا تو بڑے ہو کر وہ مسنون لباس کا عادی بنے گا۔ نبی ﷺ نے سفید لباس خود بھی پسند فرمایا اور اپنی امت کو بھی اس کی ترغیب دی۔

حضرت سمرةؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو کیوں کہ یہ پاکیزہ اور صاف شفاف ہوتے ہیں۔ ۳۶۔

بچے کی نظر میں ایسے کپڑے محبوب نہ بنائے جائیں جو غیر اسلامی، شوخ رنگ اور ریشمی ہوں۔ اس کو تلقین کی جائے کہ زیادہ رنگ برنگی اور ریشمی کپڑے عورتوں اور کافروں کا لباس ہے اور مومن مردوں کے لیے پسندیدہ نہیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''تمھاری ماں نے تمھیں یہ پہننے کے لیے کہا ہے؟'' میں نے کہا ''میں انھیں دھو کر ان کا رنگ اتار دوں؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں بلکہ ان کو جلا دو''۔ دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں یہ کافروں کا لباس ہے تم انھیں نہ پہنا کرو۔

عبداللہ بن عمرؓ کے زرد رنگ کے کپڑے ریشم سے بنے ہوئے تھے اور ریشم مسلمان مردوں پر دنیا میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے آپ نے انھیں جلا دینے کا حکم دیا، لہٰذا ہر وہ لباس جو کسی غیر قوم کی تہذیب کی عکاسی کرتا ہو، اس سے گریز کرنا چاہیے۔

امام غزالی لکھتے ہیں کہ بچوں کو سفید اور سادہ کپڑے پہننے کا عادی بنائیں، شوخ اور ریشمی لباس سے نفرت دلائیں اور ایسے لڑکوں کی صحبت سے بھی بچائیں جو شوخ و ریشمی لباس اور آرام طلبی کے شوقین ہوں کیوں کہ یہ مردوں کے شایانِ شان نہیں ہے۔ ۳۷

والدین کو چاہیے کہ وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے الگ الگ خاص لباس کا التزام کریں، تاکہ دوسری جنس سے تمیز ہو سکے کیوں کہ یہ دینی اور قومی تہذیب کے منافی اور نقصان دہ عادت ہے۔ آج کل فیشن کی رو میں بہہ کر اس قبیح عمل کا خیال نہیں رہتا اور بچے کو لڑکی کی مشابہت والا اور بچی کو مردانہ مشابہت والا لباس پہنا دیا جاتا ہے۔ حالاں کہ نبی کریم ﷺ نے مردوں کو عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کی سخت مذمت اور وعید سنائی ہے۔

حضرت ابوھریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے مخنث مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔ ۳۸

بازار میں ریڈی میڈ کپڑے جن میں انگلش یا دیگر زبانوں میں خوش نما عبارت لکھی ہوتی ہے، انھیں پڑھ لیں ایسا نہ ہو کہ نامناسب، غلط اور کفریہ جملے لکھے ہوں، ہم نادانی میں انھیں اپنے مسلمان بچوں کو زیب تن کر کے گناہ گار بھی ہوں اور غیر مسلم تہذیب کو فروغ کا جرم بھی سر لیں، اسی طرح کارٹون اور جانوروں کی شبیہ کے کپڑوں سے بھی گریز کرنا چاہیے۔ بچوں کو ان تمام چیزوں سے دور رکھنا چاہیے جو ان کے اخلاق کو خراب کر سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ عید کے موقع پر عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بیٹے کو پرانے کپڑے پہنے دیکھا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں۔ ان کے صاحب زادے نے دیکھ لیا اور ان سے پوچھا: اے امیر المومنین! آپ کو کس چیز نے رُلا دیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میرے بیٹے! مجھے ڈر ہے کہ جب

دوسرے لڑکے تمھیں ان کپڑوں میں دیکھیں گے اور ٹوکیں گے تو اس سے تمھارا دل ٹوٹ جائے گا۔ اس لڑکے نے جواب دیا: اے امیر المومنین! دل تو اس شخص کا ٹوٹتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ یا اپنے والدین کا نافرمان ہو اور مجھے تو امید ہے کہ آپ کی رضامندی کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ بھی مجھ سے راضی ہوں گے۔ ۳۹؎

سونے کے آداب کی تربیت:

بچوں کو سرِ شام ہی گھر میں بلا لینا اور اندر ہی رہنے کی تاکید کرنی چاہیے اور مغرب کے وقت گھر سے باہر نہ جانے دینا چاہیے گرچہ رات کا کچھ وقت گزرنے پر ضروری کام سے بھیجا جا سکتا ہے لیکن اس میں حتی المقدور کوشش کی جائے کہ بلا ضرورت بچے مغرب کے بعد بھی باہر نہ جائیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اندھیرا چھانے لگے تو اپنے بچوں کو باہر جانے سے روکو کیوں کہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ ۴۰؎

بچے کو نیند کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے لہٰذا ان کو پورا آرام ملنا چاہیے اس کے لیے ضروری ہے کہ ان کو عشاء کے فوراً بعد سلا دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز موخر کر دی تو حضرت عمرؓ رسول ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! نماز پڑھا دیں، بچے اور عورتیں سو گئے ہیں آپ ﷺ نماز کے لیے اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ وضو سے لگے پانی کو اپنے جسم سے خشک کر رہے تھے اور فرمانے لگے نماز عشاء کا مناسب وقت یہی ہے اگر میری امت پر دشوار نہ ہو۔ ۴۱؎

نبی کریم ﷺ کو اپنی امت اور امت کے بچوں کے ساتھ اتنی محبت اور ان کی اتنی فکر تھی کہ فرمایا اگر ان پر گراں نہ ہوتا تو عشاء کی نماز دیر سے پڑھتا یعنی بچوں کی تکلیف کے پیش نظر عشاء کی نماز جلدی پڑھنا گوارا کر لیا لیکن بچوں کی تکلیف گوارا نہ کی، اور آپ ﷺ کو بچوں کی عادات و کردار کی اس قدر فکر تھی نماز جلدی کر لی لیکن بچوں کو نماز پڑھنے کی عادت راسخ کی۔

بچوں کو عشاء کے بعد جلد ہی سلا دیں ان میں یہ عادت بچپن ہی سے راسخ کریں کیوں کہ رات گئے تک جاگتے رہنا نبی ﷺ کو ناپسند تھا۔

حضرت ابو برزہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عشا کی نماز سے پہلے سونے اور عشاء کے بعد گفت گو کرنے اور جاگنے کو ناپسند کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے

کہ عشاء کے بعد یا تو ذکر الٰہی کے لیے جاگا جا سکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات

کرنے کے لیے۔ لہٰذا خود بھی اور بچوں میں بھی رات کو دیر تک جاگنے اور دن چڑھے تک سوئے رہنے سے پرہیز کرائیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام وسکون کے لیے بنایا ہے اور دن کو ضروریات پورا کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرنے کا وقت قرار دیا ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: ہم نے نیند کو تمھارے لیے سکون و آرام، رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا۔ ۴۱۔

بچے کو بہت زیادہ آرام دہ بستر کا عادی نہ بنائیں تا کہ وہ جفاکش اور محنتی بن سکے۔

حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا آپؓ کے ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ آپؓ نے فرمایا: ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے، ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو ذرا زیادہ نرم ہو جائے گا۔ چناں چہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا۔ صبح کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی تھی۔ میں نے کہا، وہی ٹاٹ کا بستر تھا البتہ رات میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں اس کو دوہرا ہی رہنے دیا کرو۔ رات بستر کی نرمی تہجد کے لیے اٹھنے میں رکاوٹ بنی۔

الٹا ہو کر سونے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مبغوض اور جہنمیوں کا طریقہ قرار دیا ہے، بچے کو شروع سے عادت ڈالیں کہ وہ باوضو ہو کر اذکار اور دعاؤں کا اہتمام کرتے ہوئے مسنون طریقے سے کروٹ کے بل سوئے۔ پیٹ کے بل سونا جسمانی اور جنسی طور پر بھی نقصان دہ ہے اور یہ شہوت کی تحریک کا بھی سبب ہے۔

حضرت یعیش غفاریؓ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں (جو اہل صفہ میں سے تھے) کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں پیٹ کے بل (اوندھا) سویا ہوا تھا کہ کسی نے آ کر میرے پاؤں کو ہلایا اور کہنے لگا کہ اس طرح سونے کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ یعیش کہتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا تو وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ ۴۲۔

بچوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا اور ان کو سلیقے سے رکھنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپ علیہ السلام بچوں کو بے ڈھنگے اور میلے کچیلے اور ان کی صفائی ستھرائی نہ رکھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے لباس اور بالوں کے سلسلے میں اس بات کا خیال رکھتے کہ ان میں کسی غیر قوم کی مشابہت کے جراثیم بھی پیدا نہ ہوں، نہ وہ نخریلے ہوں اور نہ عجیب لگیں، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کیصفائی کے ساتھ ساتھ ان کی حجامت تک بھی خود اپنی نگرانی میں کراتے اور اس میں کسی قسم کا عیب محسوس نہ کرتے اور نہ ہی یہ کام خود بچوں کے سپرد کرتے کہ جس طرح چاہیں اپنے بال بنواتے رہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے (ان کے والد کی شہادت کے بعد) فرمایا: میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ۔ چناں چہ ہمیں لایا گیا اور ہم گویا پرندوں کے بچوں کی طرح (بال بڑھے ہوئے) لگ رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: حجام کو بلاؤ، اسے بلایا گیا۔ آپ ﷺ کے کہنے پر اس نے ہمارے بال مونڈ دیے۔ ۴۳؎

حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے جب حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت ہوئی تو میں رسول اکرم ﷺ کے پاس گئی۔ اس سے پہلے میں نے چالیس کھالیں رنگی تھی۔ اپنے بیٹوں کو نہلایا، ان کو تیل لگایا اور انھیں صاف ستھرا کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جعفرؓ کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ چناں چہ میں ان کو آپ ﷺ کے پاس لے گئی تو آپ ﷺ نے ان کو چوما اور آپ ﷺ کے آنسو بہہ گئے۔ ۴۴؎

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا، اس کے سر کے بال کچھ منڈے ہوئے تھے اور کچھ ویسے ہی چھوڑ دیے گئے تھے آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا: اس کے سب بال چھوڑ دو یا سب کاٹ دو۔ ۴۵؎

بال بنوانے کے معاملے میں آج کل بچے کچھ زیادہ با اختیار ہو گئے ہیں کیوں کہ والدین اس معاملے میں ان کو مکمل با اختیار سمجھتے ہیں، یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ نتیجتاً بچوں میں عجیب وغریب خرافات دیکھنے میں آتی ہیں۔ بالوں کے اسٹائل فنکاروں اور آوارہ لوگوں کی طرح رکھتے ہیں، اپنی مرضی چلاتے ہوئے اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ اس پر ضائع کرتے ہیں جو کلی طور پر غیر قوموں کی مشابہت اور اسلامی تعلیمات وسنت نبوی ﷺ کے منافی ہے۔

برے کاموں سے بچنے کی تربیت:

تربیتِ اولاد کے سلسلے میں انھیں بُرائی سے روکنا ایک حکمت طلب کام ہے۔ نبی کریم ﷺ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں انھیں منکر سے روکنے کے حوالے سے بے حد فکر مند ہوا کرتے اور بڑی حکمت کے ساتھ اس کام کو سر انجام دیتے۔ والدین اور مربی کو انھیں ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کیوں کہ بچے کی تربیت اگر مسنون طریقے سے کی جائے تو اس کی نشوونما ٹھیک اور درست ہوگی لیکن بالاتفاق اس معاملے میں کوتاہی کی بنا پر غلط تربیت ہوگئی تو بچہ ناکارہ اور بدبخت ہوجائے گا، لہٰذا بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے انھیں جھوٹ، خیانت، مالِ حرام، لہو ولعب، موسیقی اور بے حیائی جیسے گناہوں سے بچاتے ہوئے انھیں ان کے بُرے انجام سے آگاہ کیا جائے اور ان کی سزاؤں سے ڈرایا جائے۔ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں چار چیزوں کا خیال رکھیں، یہ چار بری عادتیں عموماً بچوں میں پائی جاتی ہیں

۱۔جھوٹ بولنا ۲۔نفرت اور حسد کا جذبہ ۳ضیاع وقت ۵۔بے راہ روی

یہ ایک ایسی عادت ہے جو نہ صرف اسلام بلکہ ہر مذہب اور ہر معاشرے میں قابلِ مذمت رہی ہے۔ اسلام میں اس عادت کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس کی بھرپور مذمت بیان کرتے ہوئے اس کو منافق کی خصلتوں میں سے قرار دیا ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں یہ چار باتیں پائی گئیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے۔

۱۔جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ۲۔جب اس کے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ ۳۔جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، ۴۔اور جب جھگڑا کرے تو گالم گلوچ پر اتر آئے۔۴۶

بچہ پیدائشی طور پر جھوٹا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ فطری طور پر سچا ہوتا ہے لیکن اردگرد کے ماحول، والدین اور گھر والوں سے جھوٹ بولنا نہ صرف سیکھتا ہے بلکہ جب بچہ دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہے کہ دوسرے لوگ اس کی جھوٹ بات پر آسانی سے یقین کر لیتے ہیں تو وہ بھی اپنی بعض مشکلات اور مسائل کا حل جھوٹ بولنے میں ڈھونڈنے لگتا ہے۔ اسی طرح کبھی بچے کو بہلانے پھسلانے کے لیے کسی چیز کا لالچ دیا جاتا ہے لیکن وہ چیز اسے نہیں دی جاتی بلکہ بچے کو چپ کرانے یا کوئی کام لینے کے لیے کیا جاتا ہے تو یہ بات بھی بچے کو جھوٹ کی طرف راغب کرتی ہے اسی لیے نبی ﷺ اس طور پر بھی بچوں سے جھوٹ بولنے کی مذمت فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی ﷺ ہمارے گھر میں تھے کہ مجھے میری والدہ نے بلاتے ہوئے کہا: ''آؤ میں تمھیں کچھ دیتی ہوں'' یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ اس نے عرض کیا میں اسے کھجور دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمھارے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا۔۴۷

بعض اوقات بچے سختی اور ڈانٹ ڈپٹ سے بچنے اور سزا کے خوف سے بھی جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں لہٰذا والدین اور مربی کو چاہیے کہ وہ بچوں میں یہ اعتماد بحال کریں کہ وہ ہر حال میں سچ بولیں تو ان کو سزا نہیں ملے گی اور ساتھ ساتھ ان کے دل میں جھوٹ کی نفرت اور سچ کی محبت پیدا کرتے ہوئے انہیں اس کے برے انجام سے آگاہ کریں بچوں کے سامنے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے اجتناب کریں اور یہ ذہن نشین کرادیں کہ سچ بولنے سے ہی نجات ممکن ہے، سچے لوگ ہی دنیا و آخرت میں کامیاب

ہوتے ہیں اور جھوٹ بولنا اس لیے بھی زیادہ نقصان دہ عمل ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن سے سچ بولنے کو اپنی عادت ثانیہ بنا لیا تھا۔ پھر ہمدان کی طرف طلبِ علم کے دوران چوروں سے سچ بولنے کا واقعہ نقل کیا۔ ۴۸۔

نفرت اور حسد کی خفیف سی چنگاری ہر انسان میں بچپن سے ہوتی ہے، اگر عمدہ تربیت اور مناسب ماحول میسر آجائے تو یہی جذبہ محبت اور احساسِ ذمہ داری میں بدل جاتا ہے۔ بچوں میں نفرت اور حسد کے جذبات پیدا ہونے میں مختلف عوامل اثر انداز ہوتے ہیں جن میں ایک طرف غلط گھریلو ماحول ہے تو اس کے ساتھ ساتھ بچے کو ہر وقت کی روک ٹوک، لعن طعن، تحقیر آمیز سلوک اور اس پر اپنی مرضی مسلط کرنا بڑے عوامل میں سے ہیں۔

گھر کے بُرے ماحول کا بچے کے منفی جذبات میں بنیادی کردار ہوتا ہے۔ جب والدین بچوں کے سامنے آپس میں ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے یا اختلافات کا شکار ہوتے ہیں تو ان کے معصوم ذہن پر نفرت کا جذبہ جڑ پکڑتا چلا جاتا ہے، والدین کا یہ رویہ شرعاً، عقلاً اور عرفاً ہر لحاظ سے مذموم ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے نزدیک بہتر ہے۔ ۴۹۔

بچوں میں نفرت کے جذبات بڑھنے کا ایک سبب والدین کا بچوں کے درمیان عدل نہ کرنا اور خرچ کرنے کے معاملے میں یا تو غفلت کا پایا جانا یا حد سے زیادہ خرچ کیا جانا ہے جسکی وجہ سے بچے انحراف، نفرت اور احساس کمتری کا شکار ہوتے جاتے ہیں۔ لہٰذا والدین کو اس معاملے میں اعتدال سے کام لیتے ہوئے بچوں کے درمیان عدل کا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

حضرت وہب بن جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے ایک آزاد کردہ غلام نے ان سے کہا کہ میں اس ماہ یہاں (بیت المقدس) میں قیام کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اس سے پوچھا ''کیا تم نے اس ماہ کے لیے اپنے اہل وعیال کے اخراجات کا انتظام کرلیا ہے؟'' اس نے جواب دیا نہیں تو انہوں نے کہا ''جاؤ پہلے اپنے اہل وعیال کے اخراجات کا انتظام کرو''۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''کسی آدمی کا یہ جرم معمولی نہیں کہ وہ اپنے اہل وعیال کے اخراجات میں کوتاہی کرے''۔ ۵۰۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس اس کا چھوٹا بیٹا آیا۔ اس نے اسے چوما اور اسے گود میں بٹھا لیا۔ پھر ایک چھوٹی سی بیٹی آئی تو اسے

پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے ان دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔ ۵۱۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ ۵۲۔

بچوں میں جذبہ نفرت میں اضافے کا ایک بڑا سبب والدین اور گھر والوں کا تحقیر آمیز رویہ اور سلوک بھی ہے، والدین بچے کی ہر غلطی اور کوتاہی پر جب انہیں لعن طعن کرتے رہیں، بچے کی چالاکی اور غلط بیانی پر اسے جھوٹا، مکار اور فریبی کے القاب دینے لگیں اور اس کی کسی غلطی کو سب کے سامنے بیان کیا جاتا رہے تو نتیجتاً بچہ خود بھی اپنے آپ کو حقیر و ذلیل اور نکما محسوس کرتا ہے اور پھر وہ اپنے اندر کسی کام کے سرانجام دینے کی ہمت نہیں پاتا۔

حضرت واثلہ بن اسقع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کسی مسلمان بھائی کو تکلیف زدہ دیکھ کر خوشی کا اظہار نہ کرو، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جائے اور تمھیں اس مصیبت میں مبتلاء کردے۔ ۵۳۔

امام غزالی فرماتے ہیں: بچوں کو جھوٹ، حسد، چغل خوری، بے ہودگی، مسخراپن اور مکاری جیسی بری عادات سے بچنا ہی حسنِ ادب ہے۔ یہ برائیاں بچپن میں پیدا ہو جائیں تو بعد میں بچہ لاپروا ہو جاتا ہے۔ بچوں کو گناہوں کے کام سے بچایا جائے اور گناہ کے بُرے انجام سے آگاہ کیا جائے۔ ۵۴۔

لہٰذا والدین کو بچوں کی ان بری عادات کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور بچوں کو اس کی برائی اور نقصانات سے بھی آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ بچوں کی تربیت بڑی حکمت و دانائی سے فرماتے اور ایسا طریقہ ہرگز اختیار نہ کرتے جس سے بچوں کی دل شکنی ہو یا اس کے بارے میں کوئی غلط تاثر پیدا ہو جائے اور بچہ بے اطمینان کی کیفیت میں مبتلا ہو جائے۔ اگر بچے سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو سب کے سامنے اس کو ڈانٹ کر اس کی عزتِ نفس مجروح نہ کرنی چاہیے، بلکہ علیحدگی میں مثبت انداز اور محبت سے اس کو سمجھائیں۔

اسلام زندگی منظم طور پر گزارنے کو اہمیت دیتا ہے اور فراغت کے وقت کو بہتر سے بہتر طریقے سے استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ وقت اللہ تعالیٰ نعمتوں میں سے ایک قیمتی نعمت ہے اور یہ ایک ایسا سرمایہ ہے جو اللہ کی طرف سے ہر ایک کو یکساں طور پر عطا ہوتا ہے جو شخص اس کو صحیح طور پر استعمال کرے تو وقت بھی اس کی قدر کرتا ہے اور جو اسے ضائع کرے وقت اس کو ضائع کر دیتا ہے۔ اسلام نے وقت کو صحیح مصرف میں استعمال کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو، اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے غنیمت جانو، اپنی

صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت سمجھو، اپنے فرصت کے لحات کو فراغت سے پہلے غنیمت جانو، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو اور اپنی مالداری کو غربت سے پہلے غنیمت جانو۔ ۵۵۔

بچوں کو اپنے اوقات کی حفاظت اور اس کو صحیح مصرف میں استعمال کرنے کی تاکید کرتے رہنا چاہیے۔ بچوں کے لیے فارغ بیٹھنا ان کی شخصیت اور کردار کی تعمیر کے لیے سخت نقصان کی بات ہے کیوں کہ جب بچہ فارغ اور بے کار وقت گزارے گا تو اس کے خیالات بھٹکنا شروع ہو جائیں گے اور پھر اس میں جسمانی اور روحانی خرابیاں پیدا ہونگی جب بچے کی طبیعت نیک اور مثبت سرگرمیاں میں استعمال نہیں ہونگے تو وہ اپنے لیے خود سے کوئی نہ کوئی مشغولیت تلاش کرے گا اور اس کی اپنی تلاش کردہ مصروفیت کسی بھی طرح کی ہوسکتی ہے زیادہ امکان یہی ہے کہ وہ اپنی کم عقلی اور ناسمجھی کی بنا پر منفی اور غلط مصروفیت میں لگ جائے گا اور والدین صرف اس وجہ سے کہ ''وہ مصروف ہے تو لگا رہنے دو'' کے پیش نظر اس کو نظر انداز کرتے رہیں گے اور پھر وہ ان منفی اور غلط قسم کی مشغولیات کا عادی بن جائے گا۔ اسی لیے نبی ﷺ نوجوانوں کا فارغ وقت استعمال کراتے اور ان کو تیر اندازی اور گھڑسواری جیسی مثبت سرگرمیوں کی طرف راغب کرتے اور انھیں خاص طور پر صبح کے اوقات سے فائدۃ اٹھانے کی ترغیب دلاتے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چچا عباس کے بیٹوں عبداللہ، عبید اللہ اور کثیر کو قطار میں کھڑا کرتے اور انھیں کہتے: جو تم میں سے دوڑ میں میرے پاس پہلے پہنچے گا اسے یہ چیز ضرور ملے گی۔ وہ دوڑ لگاتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آتے، آپ ﷺ کی کمر اور سینے پر آ کر گرتے۔ ۵۶۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے ایک بیٹے کو صبح کے وقت سویا ہوا دیکھ کر فرمانے لگے: ''اُٹھو تم تو ایسے وقت میں سو رہے ہو جو زرق کی تقسیم کا وقت ہے''۔ ۵۷۔

حضرت عبدالرحمٰن بن حسینؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمان مرد کے لیے تیر اندازی، گھوڑے کی نگہداشت اور اہل خانہ سے جی بہلانے کے علاوہ ہر کھیل بے فائدہ ہے''۔ ۵۸۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کے پاس سے باہر نکلا۔ میرا گزر بچوں کے پاس سے ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے (میں بچوں کے ساتھ کھیل میں مصروف ہو گیا) اچانک نبی ﷺ تشریف لائے اور میرے پیچھے سے آ کر میری گدی سے مجھے پکڑ لیا۔ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ ﷺ مسکرا دیے۔ ۵۹۔

والدین اور مربی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو فارغ بیٹھے رہنے اور بے مقصد کھیل کود میں

مشغول ہونے کے بجائے ان کو مثبت اور تعمیری سرگرمیوں اور کھیل میں مصروف ہونے اور رہنے کی نہ صرف رہنمائی کریں بلکہ تمام کاموں میں غیر محسوس طور پر ان کی نگرانی بھی کریں۔

بے راہ روی: والدین اور مربی کی ایک اہم ذمہ داری دین اسلام یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو حرام سے بچنے اور فواحشات سے اجتناب، عفت وعصمت اور شرم وحیا کی بھی تعلیم دیں۔حیاء اور پاک دامنی لازم وملزوم ہیں کیوں کہ حیاء انسان کو ان تمام باتوں اور کاموں سے روکتی ہے جو اس کی پاک دامنی کو متاثر اور خراب کرتی ہیں۔مسلمان کے لیے ایمان کے بعد سب سے بڑا حُسن اس کی پاک دامنی ہے، لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو ان تمام خرافات اور جذبات کو ابھارنے والی اور اخلاق کو خراب کرنے والی چیزوں سے بچانے کے لیے ان کی خاص طور پر نگرانی کریں اور وقتاً فوقتاً ان کی ذہنی طور پر تربیت اس انداز سے کرنے کی کوشش کریں کہ وہ اس کے جسمانی اور روحانی نقصانات کو بخوبی سمجھ سکیں، تاکہ وہ شہوت اور لذت پرستی میں پڑنے سے بچ سکیں۔ نبی کریم ﷺ نوجوانوں کو عفت مآب ہونے اور نگاہوں کی حفاظت کرنے کی تاکید فرماتے اور ان کو شیاطین کا شکار ہونے سے بچاتے۔

- حضرت فضیل بن عباسؓ کا بیان کہ میں ایک بار رسول کریم ﷺ کے ساتھ سواری پر پیچھے سوار تھا کہ راستے میں ایک دیہاتی کو آپ ﷺ نے دیکھا، وہ اپنی خوبصورت بیٹی کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھائے ہوئے تھا اور آپ ﷺ کے برابر چل رہا تھا کہ میں اس لڑکی کی طرف دیکھتا جا رہا تھا، رسول ﷺ کی مجھ پر نظر پڑی تو آپ ﷺ نے میرا چہرا اس کی طرف سے ہٹادیا۔٦٠

نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جس سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ جب کسی نامحرم کے چہرے پر نظر ڈالی جائے تو دل میں اس کی طرف مزید دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اسی لیے قرآن مجید میں نظروں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے: اے نبی ﷺ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔٦١

اس دور میں سب سے بدترین برائی جو بچوں میں پائی جاتی ہے وہ بے حیائی اور آوارگی ہے۔قریب البلوغ بچے گمراہی کے اس سیلاب میں سب سے زیادہ ڈوب رہے ہیں۔جس میں سے زیادہ کردار ذرائع ابلاغ کا ہے۔ٹی وی اسکرین، گندے رسائل واخبارات اور کمپیوٹر انٹرنیٹ نے آج بچوں کو بے کار، مجرم، بد اخلاق اور انحطاط کا شکار بنادیا ہے۔لہٰذا والدین کی یہ ذمہ داری اب دوہری ہوجاتی ہے کہ وہ اولاد کی تربیت صحیح خطوط پر کریں اور انھیں ہر ایسے کام سے بچائیں جو خدا کے غضب کا سبب ہو۔

بچوں کو حصول علم کی ترغیب و تربیت:

بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا اسلام کا بنیادی فریضہ ہے اور یہ تعلیمی ذمہ داری انتہائی اہم اور نازک ہے اسی لیے نبی کریم ﷺ نے مربیانِ امت اور والدین کو تعلیم دی کہ وہ بچوں کی تعلیم کے حوالے سے کسی طور پر غافل نہ ہوں اور ان کے لیے ہر طرح کی تعلیم کا انتظام کریں۔ چناں چہ بے شمار احادیث فضیلت علم کے حوالے سے کتب احادیث میں مذکور ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسے غیر مستحق کو دینا خنزیر کو ہیرے جواہرات اور سونے کے ہار پہنانے کے مترادف ہے۔ ۶۱

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم کے راستے پر چل رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔ ۶۲

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا لعنت زدہ اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب ملعون ہے، سواء اللہ کے ذکر، اور وہ جو اللہ سے تعلق رکھے اور عالم و متعلم کے۔

بچہ جب بات کرنے اور علم حاصل کرنے کے قابل ہو جائے تو سب سے پہلے اسے قرآن مجید کی تعلیم دینے کا اہتمام کیا جائے اور امت کا تعامل بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین کی بنا پر یہی رہا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی تعلیم کا آغاز بسم اللہ اور قرآن مجید کی تعلیم ہی سے کرتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباسؓ کا بیان ہے کہ جب رسول ﷺ اس دنیا سے رحلت کر گئے تو میری عمر صرف دس سال تھی اور میں محکم آیات پڑھ چکا تھا۔ ۶۳

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے مجھے اپنے سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو حکمت کی تعلیم دے، اور ایک روایت میں آپ نے فرما: اے اللہ! اس کو الکتاب کی تعلیم عطا فرما۔ ۶۴

نبی کریم ﷺ نے بچوں کو قرآن اور حدیث کی تعلیم دینے کا خصوصی بندوبست کیا اور صفہ کا ایک ادارہ قائم کیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو کتاب اللہ، سنتِ رسول ﷺ اور تفقاہت فی الدین میں اضافے کے لیے خصوص طور پر دعائیں دیں علم کے حصول کا ایک ذریعہ مربی کا خصوصی برتاؤ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ابنِ عباسؓ کو سینے سے چمٹا کر اپنے علوم سے ان کی ایک نسبت قائم کر دی۔ جس کا ثمر ابن عباسؓ کا ان علوم پر احاطہ اور گرفت تھی (جس کی تفصیلی مثالیں کتبِ احادیث میں دیکھی جا سکتی ہے)۔

معلمِ اعظم ﷺ نے بچوں کی تعلیم میں زبان دانی، خط نویسی، سیرت طیبہ ﷺ کی تعلیم،

شاعری اور ضرب الامثال کی تعلیم پر توجہ دی۔ بچوں کی تعلیم کے ساتھ بچیوں کی تعلیم کا بھی بندوبست کیا اور بچیوں ں کو تعلیم سے بہرور کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہودیوں سے لکھنا پڑھنا سیکھوں اور فرمایا کہ میں یہودیوں پر لکھنے پڑھنے کے سلسلے میں اعتماد نہیں رکھتا۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ بمشکل پندرہ دن گزرے ہوں گے کہ میں نے ان کی زبان سیکھ لی۔ جب آپ کو یہودیوں سے تحریری معاہدے کی ضرورت ہوتی تو میں آپ کو لکھ کر دیتا اور اگر کوئی تحریر موصول ہوتی تو میں آپ ﷺ کو پڑھ کر سناتا۔ ۶۵۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کچھ شعر حکمتِ سے لبریز ہوتے ہیں۔ جب قرآن مجید کی کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے تو اسے عربی شاعری میں تلاش کیا کرو۔ ۶۶۔

ہمارے اسلاف اپنے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم بچپن ہی سے دلانے اور اسے حفظ کرانے کی پوری کوشش کرتے اور ساتھ ہی ساتھ احادیثِ نبویہ بھی سکھاتے، کہ یہ دونوں بچے کی علمی تعمیر کی بنیاد ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور دس سال کی عمر میں مؤطا امام مالک مجھے زبانی یاد تھی۔ ۶۷۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید سیکھ لیتا ہے اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور جو فقہ میں مہارت حاصل کرتا ہے اس کی قدر و منزلت بلند ہو جاتی ہے۔ جو احادیث کی جمع و تدوین کی خدمت سرانجام دیتا ہے اس کی قوت استدلال مستحکم ہو جاتی ہے۔ جو شخص لغت میں مہارت حاصل کرتا ہے اس کی طبیعت میں لطافت پیدا ہوتی ہے اور جو شخص حساب میں محنت کرتا ہے اس کی رائے میں وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو اسلامی جنگوں کے واقعات کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح قرآن مجید کی کوئی سورت سکھاتے تھے۔ ۶۸۔

ہشام ابن عبدالملک نے اپنے بیٹے کے اتالیق (استاد) سے کہا ''میرا بیٹا میری آنکھوں کا تاج ہے۔ میں نے اس کی تعلیم و تربیت کے لیے تمھیں مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم خدا خوفی سے کام لینا اور امانت کا حق ادا کرنا، ایک بات جو بطور خاص میں تمھیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم اسے سب سے پہلے قرآن مجید سکھاؤ اس کے بعد اسے عمدہ اشعار سے سیراب کرو، اسے حلال و حرام کے چیدہ چیدہ مسائل اور

غزوات سے آگاہ کرو۔ ۶۹ ۔

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ان عظیم علوم میں سے ہے جنہیں سیکھنا بچے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ اپنی اور اپنے اولاد کی تربیت کے لیے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنیاد بناتے اور نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی صحابہ کرام اور ان کی اولاد کے قلوب واذہان میں اپنی محبت اور اپنے آل کی محبت راسخ فرماتے۔

چناچہ ایک روایت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ مین اسے اپنے والدین ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ ۷۰ ۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پکڑ کر ایک زانو پر بٹھالیتے اور حسن بن علیؓ کو دوسرے زانو پر بٹھالیتے پھر ہم دونوں کو گلے لگاتے اور فرماتے :''اے اللہ میں ان پر شفقت کرتا ہوں تو بھی ان پر مہربانی فرما''۔ ۷۱ ۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن بن علیؓ کو اپنے کندھے پر سوار کیا ہوا ہے اور فرمار ہے ہیں: اللھم انی احبہ فاحبہ۔ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا۔ ۷۲ ۔

رسول اللہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اپنے بچوں کو تین چیزیں سکھاؤ۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کی محبت، اور قرآن کی تلاوت، اس لیے کہ قرآن کریم کے حاملین اللہ کے عرش کے سائے میں اس دن ہونگے جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ۷۳ ۔

علم کا حاصل کرنا مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرض ہے لہٰذا جس طرح بچوں کی تعلیم کا اہتمام لازم اور ضروری ہے بالکل اسی طرح بچیوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا بھی فرض ہے۔ کیوں کہ دینی احکامات کی ادائیگی، فرائض کا اہتمام، حلال وحرام اور جائز وناجائز کا علم اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا فریضہ سب پر یکساں لازم ہے۔ اور بچیوں کی تعلیم کی اہمیت ایک وجہ سے مردوں سے بھی زیادہ ہے کہ وہ آنے والی نسل کی تربیت کی ذمہ دار بھی ہوتی ہے اگر اس کی ہی ٹھیک سے تعلیم و تربیت کا اہتمام نہ ہوگا تو وہ آنے والی نسل کی تربیت ٹھیک سے نہ کر سکے گی۔

امام غزالی کی طالب علم کو نصیحت: طالبعلم کو عمدہ اخلاق کا مالک ہونا چاہیے اور غصہ، کینہ، شہوت، حسد، تکبر اور خود پسندی جیسی بری عادات سے اپنے کو بچانا چاہیے۔ اپنے علم کی بنا پر

تکبر نہیں کرنا چاہیے اور کبھی بھی اپنے اساتذہ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔اپنے استاد سے عاجزی و انکساری سے پیش آنا چاہیے اور ان کی خدمت کو اپنے لیے سعادت سمجھنا حقیقی طالب علموں کا شیوہ ہے۔علم حاصل کرتے ہوئے طالب علم کی نیت یہ ہو کہ اپنے دل و دماغ اور باطن کو پاک اور علم سے مزین کرے گا۔۷۴

اسلام نے حصول علم ہر مرد وعورت پر لازم قرار دیا ہے اور حصول علم کے لئے سنہرے اصول بیان کیے ہیں لہٰذا حصول علم کے لیے ان اصولوں کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے دوسری صورت میں یہ علم وبال بن جاتا ہے۔۔دور حاضر میں ترقی پسندی اور روشن خیالی میں جہاں اور بہت سی برائیاں اس شعبے میں داخل کردی گئی ہیں وہاں ''مخلوط نظام تعلیم'' بھی رائج ہے جو سم قاتل ہے لہٰذا اپنے بچوں کو مخلوط تعلیمی نظام سے دور رکھا جائے ،خصوصاً چھٹی جماعت سے لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا علیحدہ انتظام ہونا چاہیے، کیوں کہ مخلوط تعلیم اسلامی تعلیمات ،اسلامی روح اور اسلامی ثقافت وتہذیب کے خلاف ہے۔

فنی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب:

مسلمانوں کو ہر قسم کی سنعت وحرفت میں ماہر ہونا چاہیے اور کسی پیشے کو اختیار کرنے میں عیب، عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔نبی کریم ﷺ نے بچوں کو خود شہہ سواری، تیر اندازی اور نشانہ بازی کی تعلیم دی اور اس قسم کی تعلیم عام کرنے کی ترغیب بھی دلائی۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک لڑکے کے پاس سے گزرے، وہ بکری کی کھال اتار رہا تھا۔اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:ایک طرف ہو جاؤ تمھیں کھال اتار کر دکھاتا ہوں۔پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک چمڑے اور گوشت کے درمیان ڈالا اور کھال کو اتارنے لگے۔یہاں تک کہ آپ ﷺ کا بازو و بغل تک اس کے اندر گھس گیا۔پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے۔۷۵

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک تیر کے سبب اللہ تعالی تین بندوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ایک بنانے والا۔دوسرا اس کو اٹھا کر مجاہد کو دینے والا اور تیسرا اس کو چلانے والا۔نبی کریم ﷺ بچوں کے کام میں ان کی مدد فرماتے اور اس میں بھی ان کو تعلیم فرماتے۔

آپ ﷺ بہترین انداز میں بکری کی کھال اتارتے اور بچوں کو بھی سکھایا کہ تم بھی اس طرح کھال اتارا کرو۔تحصیل علم کے حوالے سے نبی کریم ﷺ بچوں کے اذہان میں یہ بات بھی راسخ کرتے کہ وہ کسی شعبے کو اختیار کرنے میں اس وقت تک عار نہ محسوس کریں جب تک وہ ایمان کے منافی نہ ہو، جس طرح نبی کریم ﷺ نے بکری کی کھال اتار کر دکھانے میں کوئی عیب یا عار محسوس نہیں

کی۔ نیز بچوں کی تعلیمی استعداد اور رجحانات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تعلیم دیتے۔ چناں چہ بچوں کو ایسی تعلیم کے لیے مجبور نہ کیا جائے جس کی وہ خواہش نہ رکھتے ہوں یا صلاحیت نہ پاتے ہوں اور انھیں ایسی فنی تعلیم بھی نہ دینی چاہیے جو شریعت کے منافی اور باعثِ تذلیل ہو۔

حضرت عمرو بن حریث روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس سے گزرے (جو ابھی نوجوان تھے) اور کاروبار میں مشغول تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کی تجارت میں برکت عطا فرما۔٧٦۔

حضرت سلمہ بن الاکوعؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ "اسلم" قبیلے کے نوجوان کے پاس سے گزرے۔ انھیں تیر انداز کا مقابلہ کرتے ہوئے فرمانے لگے: اے آلِ اسماعیل تم تیراندازی کیا کرو، تمھارا والد (حضرت اسماعیل) بھی تیر انداز تھا۔٧٧۔

امام غزالی کا قول: فنی تعلیم کے حوالے سے امام غزالی لکھتے ہیں۔ طالب علم کو کوئی بھی پسندیدہ علم وفن اس قدر معلوم کیے بغیر چھوڑنا نہیں چاہیے جتنا اس کے اصل مقصد تک رسائی کے لیے ضروری ہے۔ طالبِ علم کو کسی بھی علم وفن میں یک لخت کودنہیں پڑنا چاہیے۔ بلکہ وہ اسے بالترتیب حاصل کرے اور یہ ترتیب بھی اہمیت کے اعتبار سے ہو۔ ایک فن کی تکمیل سے پہلے دوسرے کو شروع نہ کرے علوم کی بھی ایک ترتیب ہے اور وہ ایک دوسرے کے مددومعاون ہیں۔ کامیاب وہی ہوتا ہے جو اس ترتیب اور درجہ بندی کو ملحوظِ خاطر رکھے۔

عموماً طلبہ فنی تعلیم کے حصول کے سلسلے میں ابتدا میں صحیح فیصلہ نہیں کر پاتے اور داخلہ لے لیتے ہیں۔ پھر ان پر منکشف ہوتا ہے کہ یہ فیلڈ تو اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے پھر اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ایسے معاملات میں پہلے سینئرز اور اپنے بڑوں سے مشورہ کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کرنا چاہیے۔

مقابلے کرانا اور انعام دینا:

نبی کریم ﷺ نبی کریم ﷺ بچوں کے درمیان مختلف قسم کے مقابلے کرواتے اور مختلف قسم کے سوالات کرتے تھے۔ بچوں کے درمیان مقابلے کرانے اور انعامات دینے سے بچوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے اور صلاحیتوں میں نکھار پیدا پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ بچوں کی صلاحیتیں اجاگر کرنے کے لیے ان کے درمیان مختلف قسم کے مقابلے منعقد کراتے تھے۔ مقابلے منعقد کرانے اور سوالات پوچھنے سے بچوں کی ذہنی صلاحیت اور استعداد میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور غور وفکر کا عمل بڑھتا ہے ایک مقولہ ہے اچھا سوال آدھا علم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت ہے کہ رسول ﷺ نے (ایک مرتبہ) فرمایا: صحرائی درختوں میں ایک درخت ہے۔ جس کے پتے جھڑتے نہیں اور اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگوں نے صحرائی درختوں کے کچھ نام لیے۔ حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں حیا کی وجہ سے نہ بتا سکا۔ پھر لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہی بتا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کھجور کا درخت ہے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے چچا عباس کے بیٹوں عبداللہ، عبید اللہ اور کثیر کو قطار میں کھڑا کرتے اور انھیں کہتے: جو تم میں سے دوڑ میں میرے پاس پہلے پہنچے گا اسے یہ چیز ضرور ملے گی۔ وہ دوڑ لگاتے ہوئے آپ ﷺ کے پاس آتے، آپ ﷺ کی کمر اور سینے پر آ کر گرتے۔ ۸۷۔

نبی نے غزوۂ احد کے موقع پر دو کمسن بچوں رافعؓ اور سمرہؓ کے درمیان کشتی کا مقابلہ کرایا۔ کشتی میں سمرہ جیت گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انعام کے طور پر ان کی خواہش پوری کی اور اس کو جہاد کی اجازت مرحمت فرمائی۔

نبی کریم ﷺ نے تعلیم کے فروغ کے لیے جو ذرائع بتائے ہیں ان میں سوالیہ انداز اور مقابلے کا طریقہ بھی اہم ہے۔ یہ سب تعلیم کے نبوی طریقے ہیں۔ اس سے والدین اور اساتذہ کو استفادہ کرتے رہنا چاہیے۔

مثبت اوصاف کو شخصیت کا حصہ بنانے میں جزا کی توقع بہت مددگار ثابت ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک کے خاص اسلوب میں سے یہ بات بھی ہے کہ عملِ صالح کے ساتھ جنت کی بشارت ہے۔ ہر انسان فطرتاً یہ خواہش رکھتا ہے کہ اپنی کارکردگی پر اس کی حوصلہ افزائی اور تعریف کی جائے، بچوں میں یہ فطری جذبہ شخصیت سازی کے لحاظ سے انتہائی اہم ہے۔ ان کی چھوٹی چھوٹی کامیابیوں پر اظہارِ مسرت اسے اپنے ماحول سے محبت، خوش گمانی اور اطمینان بخشتا ہے۔ انعام کے لیے ضروری ہے کہ وہ بچے کی سوج بوجھ کے مطابق ہو۔ وہ سمجھ جائے کہ اس کے اچھے کام کو پسند کیا گیا ہے۔ ضرورت یا حالات کے مطابق انعام زبانی تعریف، رقم، کھلونے یا کسی دوسری صورت میں ہوسکتا ہے۔ انعام اچھے کام کی اچھائی کو مستند اور واضح کر دیتا ہے۔ وہ جان لیتا ہے کہ معاشرے کی توقعات پر پورا اترنے والے کام کیے جائیں تو قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ یہ احساس قبولیت اس کا تعلق معاشرے سے مضبوط کرتا ہے۔ بچہ ایک انعام کی لذت سے آشنا ہو جائے تو ہمیشہ اس کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

بچے اور سزائیں:

اخلاقِ نبوی ﷺ کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ بچے کو سزا نہ دی جائے۔ بچہ آپ کے اخلاق ہی

سے بہتر تربیت حاصل کر سکتا ہے۔ سزا کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب مربی کے اخلاق اس درجے کے نہیں ہوتے جو تربیت مطلوب کے لیے ضروری ہوتے ہیں، ورنہ بلند اخلاق پتھر دل کو بھی موم کر دیتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ ﷺ نے اُف تک نہیں کہا اور کبھی کسی کام پر مجھے یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ اور یہ کیوں نہیں کیا؟ ۷۹۔

حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ "جہاد فی سبیل اللہ" کے علاوہ رسول اکرم ﷺ نے کبھی کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، حتی کہ عورت یا نوکر کو بھی نہیں۔ ۸۰۔

نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی بچے کو نہ مارا اور نہ سخت سست کہا۔ البتہ آپ ﷺ نے ان کی تادیب کے لیے سزا کے اصول ضرور بیان فرمائے۔ حدیثِ مبارکہ میں ہے: جب بچے دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مارو۔ ۸۱۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دس سال سے کم عمر کے بچے کو سزا نہ دینی چاہیے۔ سزا کم سے کم اور انتہائی ضرورت کے وقت دینی چاہیے۔ ہر وقت اور ہر بات پر بچے ڈانٹ ڈپٹ کرنے سے بچے کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے اور طبیعت بے حس ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے خادم کو مارے اور وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے تو تم اس کو چھوڑ دو۔ ۸۲۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں کے علاوہ کوئی سزا دس کوڑے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ ۸۳۔

سزا کا بنیادی مقصد بچے کو یہ تعلیم دینا ہے کہ وہ غلطی کا غلط ہونا پہچان جائے اور پھر یہ پہچان اس کو غلطی کے ارتکاب سے روک دے۔ تربیت میں اہم بات یہ ہے کہ بچے کو اس حقیقت کا شعور دیا جائے کہ معاشرہ کن امور کو برداشت کر سکتا ہے اور کن کو نہیں کر سکتا۔ گھر میں کوڑا لٹکائے رکھنا چاہیے تا کہ بچوں میں انحراف کی جرأت پیدا نہ ہو۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لاٹھی اپنے گھر میں ایسی جگہ لٹکا دو جہاں سے اس پر افرادِ خانہ کی نظر پڑتی رہے۔ ۸۴۔

غلطی پر چشم پوشی مناسب نہیں۔ کسی نہ کسی صورت میں اس پر اظہار ناراضی ہو جانا چاہیے۔ البتہ سزا میں اس بات کا لحاظ کرنا چاہیے کہ بچے کو سزا اس طرح ہو کہ اس کے دوستوں اور دوسرے لوگوں کے

درمیان شرمساری نہ اٹھانی پڑے۔نیز سزا کے معاملے میں خصوصاً انصاف کو ملحوظ رکھنا چاہیے یہ بات ٹھیک نہیں کہ ایک غلطی پر ایک بچے کو تو سزا ملے اور دوسرے کو نہیں۔

سزا دینے کی بہتر صورتیں:

بچے کو برے کام پر صلوٰۃ التوبہ پڑھائیں۔ گھر اور تعلیمی ادارے کے کچھ کام تفویض کریں اور ایسی سزائیں دی جائیں جن سے ان کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو۔مثلاً: کچھ پڑھنے، خوش خطی لکھنے، کھڑا کردینا اور کان کھینچنا وغیرہ۔ غصے کی حالت میں سزا نہ دیں۔کیوں کہ ایسی صورت میں خیر خواہی کا جذبہ جاتا رہتا ہے اور غصہ اتارنے کی کیفیت غالب رہتی ہے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''ہر غلطی پر بچوں کو ڈانٹنا نہیں چاہیے اس سے ان کے ذہنوں میں ڈانٹ کو سننا اور بُرے کاموں کے ارتکاب کرنا بے وقعت ہوجاتا ہے اور دل میں بات اثر کرنا چھوڑ جاتی ہے۔۸۵۔

راز چھپانے کی تربیت:

راز کسی کو بتانے کا مطلب ہے کہ راز بتانے والا اس پر اعتماد کررہا ہے اور قابلِ اعتماد سمجھتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے بچوں پر اعتماد بھی خوب کیا جس سے بچوں میں خود اعتمادی اور راز داری کی اہمیت پیدا ہوتی ہے۔ بچے کو ہر وقت شک کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے بلکہ کچھ ذمہ داریاں بچوں کے حوالے کرتے رہنا چاہیے۔ چاہے وہ کسی راز کی صورت میں ہوں، تاکہ اس حوالے سے اس کی تربیت بچپن سے ہوتی رہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں اس وقت بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور پھر مجھے کسی کام سے بھیج دیا، نتیجتاً مجھے گھر واپسی میں دیر ہوگئی۔ جب میں گھر پہنچا تو میری امی نے مجھ سے پوچھا کہاں پھنس گئے تھے؟ میں نے بتادیا کہ نبی ﷺ نے مجھے کام سے بھیج دیا تھا، اس نے کہا کس کام سے بھیجا تھا؟ میں نے کہا وہ راز کی بات ہے، اس کے جواب میں میری والدہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کا راز ہرگز کسی کو نہ بتانا۔حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر میں نے یہ کسی کو بتانا ہوتا تو اے ثابت آپ کو بتاتا۔۸۶۔

بچوں کو کلی طور پر آزاد نہیں چھوڑنا چاہیے بلکہ ہر کام وقت پر کرنے کا عادی بنانا چاہیے۔ بالاتفاق کوئی کام خلافِ معمول ہو تو ان سے پوچھ کچھ ضرور کریں لیکن وہ جب کوئی معقول وجہ بیان

کریں، تو اس کو قبول کر لینا چاہیے جس طرح حضرت انسؓ کے ساتھ ان کی والدہ نے کیا۔

بچے کو راز داری کی عادت ڈالنی چاہیے اور وہ کوئی راز کی بات نہ بتانا چاہے تو اس کو پابند نہ کرنا چاہیے۔ بچوں کو خصوصی سبق احادیث کی روشنی میں یہ ملتا ہے کہ وہ خاص طور پر اپنے بڑوں اور اساتذہ کے رازوں کو کبھی افشاں نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا، اس کے بعد مجھے ایک راز کی بات بتائی جسے میں لوگوں میں سے کسی کو نہیں بتاؤں گا۔۸۷۔

راز چھپانے کے حوالے سے معاشرے میں بڑے خود بھی احتیاط نہیں کرتے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی بچے بھی ان کی اہمیت نہیں دیتے۔ بعض اوقات یہ بارے بھی مشاہدے میں آتی ہے کہ بچے خود اپنے والدین کے راز بھی بڑے شوق سے بتاتے پھرتے ہیں کیوں کہ ان کو اس کی تربیت ہی نہیں دی جاتی بسا اوقات والدین ایک دوسرے کے عیوب ان کے سامنے بیان کر کے جس سے ان کی برائی ہونے کا تصور ہی بچوں کے شعور سے ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اس پر زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بچوں کی محبت:

اسلام ہی در اصل اصول کا محافظ دین ہے جس نے نہ صرف انسانیت کے حقوق بتلائے ہیں بلکہ اس نے معاشرے کے مجبور و محروم طبقات کے حقوق کی ادائی کا جابجا حکم بھی دیا ہے اور خصوصی طور پر اسلام نے خواتین اور بچوں کے حقوق کی پاسداری کرنے کی تلقین کی ہے، یہاں تک کہ ان کے حقوق ان کی اجازت کے بغیر استعمال کرنے کو بھی ناپسند کیا۔

حضرت سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک مشروب لایا گیا، اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پیا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب کچھ بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لڑکے سے کہا: اگر تم اجازت دے دو تو میں پہلے انھیں دوں! لڑکے نے کہا: نہیں اللہ کی قسم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملنے والی سعادت کی قربانی نہیں دوں گا۔ حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ برتن اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔۸۸۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولیدؓ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت میمونہؓ کے حُجرے میں داخل ہوئے۔ اتنے میں ایک برتن میں دودھ لایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیا۔ (اس وقت) میں (ابن عباس) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف اور حضرت خالدؓ بائیں طرف تھے۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کہا: پینے کا حق آپ کا ہے لیکن تم اجازت دو تو میں پہلے خالد کو دے دوں۔

میں نے جواب دیا کہ میں آپ کے پس خوردہ (جھوٹا) کے لیے اپنے اوپر کسی کو ترجیح نہیں دیتا۔ ۸۹۔

نبی کریم ﷺ بچوں کے حقوق کے سلسلے میں اس قدر حساس تھے کہ ان کے حقوق کو ان کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا تک گوارا نہ کیا۔ آپ کی سنتِ مطہرہ یہ تھی کہ آپ ﷺ ہر معاملے میں تیامُن (دائیں طرف کو) پسند کرتے یعنی پہلا حق دائیں طرف والے کا ہوتا چاہے وہ درجے میں بائیں طرف والے سے کم ہوتا۔ آپ ﷺ اس کی اجازت کے بغیر اس کے حق کو ہرگز استعمالنہ کرتے اور وہ اجازت نہ دیتا تو بُرا بھی محسوس نہ فرماتے۔

حقوق کے معاملے میں بچہ اگر اپنا حق چھوڑ دے اور کسی دوسرے کو دے تو اس کے حق کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔ نیز بچے کو اس کا حق دینے سے اس میں خود شناسی کا احساس پیدا ہوتا ہے جس کے نتیجے میں وہ بچپن ہی سے دوسروں کی حق تلفی سے بچتا ہے۔ بچوں کے حقوق کسی بھی قسم کے ہوں، ان کے علم میں لائے بغیر اور ان کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا مناسب نہیں، اگرچہ والدین یا سرپرست سمجھیں کہ وہ اجازت دے دیں گے یا کچھ نہیں کہیں گے۔

یہ خرابی عموماً طور پر معاشرے میں پائی جاتی ہے کہ بچوں کے حقوق ان کی اجازت اور مرضی کے بغیر استعمال کر لیے جاتے ہیں اور اس کو غلط بھی نہیں سمجھا جاتا، زیادہ تر رشتے طے کرنے کی صورت میں فیصلہ والدین کرتے ہیں جس کا نتیجہ شادی کے بعد اولاد کو بھگتنا پڑتا ہے لہٰذا اولاد کے تمام حقوق ان کے مشورے اور اجازت کے ساتھ استعمال کرنے چاہئے اسی میں خیر اور بھلائی ہے۔

بچوں کے بالغ ہونے پر نکاح کرنے کی ترغیب:

نبی کریم ﷺ نے بچوں اور بچیوں کے بالغ ہونے اور استطاعت رکھنے پر نکاح کر لینے کا حکم دیا ہے اور والدین کے ذمے یہ حق لازم کیا کہ وہ بالغ ہونے پر ان کے نکاح کا انتظام کریں۔ والدین اس بات کے پابند ہیں کہ وہ اپنے جوان بچوں کے نکاح کے لیے مناسب بندوبست کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، نبی ﷺ نے ہم سے کہا: اے نوجوانوں! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ شادی کرلے کیوں کہ یہ نگاہ کو نیچا کرنے والی اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو تم میں سے اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ روزے رکھے کیوں کہ یہ (روزہ) جوش شباب کو توڑنے والا ہے۔ ۹۰۔

اولاد کو یہ حق ہے کہ اپنے لیے زندگی کے بہترین ساتھی کا انتخاب کریں، لیکن والدین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلے میں ان کی راہ نمائی کریں، وسائل مہیا کریں اور انتخاب میں سہولت پیدا

کریں۔

یہ ذمہ داری والدین پر اس لیے عائد کی گئی کہ وہ اخلاق واقدار کی حفاظت میں بنیادی کردار ادا کریں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ وہ جبری نکاح کرائیں، بلکہ اولاد کے نفع ونقصان کے غیر جذباتی انداز میں دیکھتے ہوئے ان کے حق میں ان کے مشورے سے بہتر فیصلہ کریں۔

شادی عفت و پاکدامنی اور نگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے اسی لیے اس کو ''وِجاء'' (باعثِ عفت) قرار دیا گیا ہے۔ کیوں کہ یہ اخلاقی ضیاع کا راستہ اختیار کرنے اور شیطان اور سرکشوں کے شکار ہونے سے بچاتی ہے۔ پاک دامنی کی حفاظت کرنے میں بھی بیٹے اور بیٹی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کے لیے یکساں طور پر ضروری اور اہم ہے۔

اولاد کا نکاح کرانے کے حوالے سے معاشرہ عمومی طور پر افراط وتفریط کا شکار ہے، بعض لوگ اس سلسلے میں لڑکے، لڑکی کو کلی طور پر آزادی دینے کے قائل ہیں، لڑکی اپنی مرضی سے جس سے دوستی اور راہ ورسم کرتی پھرے اس کا ذاتی معاملہ سمجھتے ہیں۔ جب کہ دیگر اس معاملے میں دونوں کلی طور پر بے اختیار سمجھتے ہیں اور اپنی مرضی سے رشتہ طے کرکے ان کو بتا دیتے ہیں۔

یہ دونوں صورتیں نقصان دہ اور نامناسب ہیں، اس سلسلے میں اعتدال کی ضرورت ہے کہ والدین لڑکے یا لڑکی کے مشورے اور اجازت سے مناسب جگہ پر ان کا رشتہ طے کرکے نئے خاندان کی بنیاد رکھیں، ہوسکے تو استخارہ بھی کرلیں۔ دوسری صورت میں نتائج معاشرے کے سامنے ہیں، رب تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تورات میں لکھا ہے کہ جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوئی اور اس نے اس کی شادی نہ کی، پھر اس نے گناہ کا ارتکاب کیا تو اس کا گناہ باپ کے سر ہے۔ ۹۱

حضرت عوف بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بچیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرے، یہاں تک کہ ان کی رخصتی ہوجائے یا وہ مرجائیں تو یہ (بچیاں) اس کے لیے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔ ۹۲

مصادر ومراجع:

۱۔ تفسیر بیضاوی :عبداللہ عمر بن محمد الشیرازی، تالیف، ص۳۲۔مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنز، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور

۲۔ مفردات القرآن: امام راغب اصفهانی ؒ، ص ۲۷۳، ج ۱، اسلامی اکیڈمی

لاہور۔
۳۔ اردو لغت، ض۵، ص۸۹، ناشر اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی۔
۴۔ احیاء العلوم : حجۃ الاسلام امام غزالی ﷫ ص۶۳، ج ۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور۔
۵۔ بخاری شریف : (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الجمعہ، ح ۸۵۳، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۶۔ ابن حبان بحوالہ کیف نربی ابنائنا تربیۃ صالحہ : حمد حسن رقیط، مکتبۃ مرکز الشریطہ الاسلامی الامارات العربیۃ المتحدۃ
۷۔ بچوں کی تعلیم و تربیت :شیخ مسعود ظفر، ص ۱۲، ادارہ مطبوعات صحت، لاہور ۲۰۰۰ء
۸۔ شعب الایمان : الامام احمد بن الحسن البھیقی، باب فی حقوق الاولاد، ح ۸۶۳۹، ج۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰۔
۹۔ کنز العمال : علامہ علی المتقی الھندی، ح ۴۵۴۰۹، ج ۱۶، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۱ء۔
۱۰۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الادب، ح ۵۹۹۷، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۱۱۔ مسلم شریف(صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الفضائل، ح ۶۲۵۹، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۱۲۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الادب، ح ۶۰۰۳، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۱۳۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب المناقب، ح ۳۷۷۴، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۱۴۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، باب لا اشھد علی شھادۃ جور، ح ۲۶۵۰، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۱۵۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الھبہ، ح ۲۳۳۷، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۱۶۔ شعب الایمان : الامام احمد بن الحسن البھیقی، باب فی حقوق الاولاد، ح ۸۶۳۷، ج۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰۔

۱۷۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب صفة القیامه، ح ۲۵۱۶، ص ۵۷۲، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۱۸۔ معجم اوسط طبرانی: ح ۳۸۵۳، ج ۹، بحواله اطفال المسلمین : فضیلة الشیخ جمال عبدالرحمٰن، ص، دار الکتب السلفیه، لاهور۔

۱۹۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب الادب، ح ۴۳۳۹، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۰۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب العلم، ح ۲۶۰۲، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۱۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، باب ما جاء فی ادب الولد، ح ۱۹۵۲، ص ۴۵۳، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض۔

۲۲۔ احکام القرآن للجصاص: ص ۳۶۳، ج ۵،

۲۳۔ احکام القرآن للجصاص: ص ۳۶۳، ج ۵،

۲۴۔ القرآن: سورة النور: ۶۱، تاج کمپنی لاهور۔۔

۲۵۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الاستیذان، ح ۶۲۶۷، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۶۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الآداب والاستیذان، ح ۲۷۰۲، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۷۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الاستیذان، ح ۶۲۷۳، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۸۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الآداب والاستیذان، ح ۲۷۰۵، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۹۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الاطعمه، ج ۲ ص ۸، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۳۰۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الاطعمة، ح ۵۳۷۶، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۳۱۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب اللباس وزینة، ح ۵۳۳۳، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۳۲۔ تربیة الاولاد فی الاسلام :عبدالله ناصح العلوانی، ج ۱، ص ۱۷۷، دار السلام

لطباعة والنشر ،بیروت۔
۳۳۔ احیاء العلوم : حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ ص۱۰۷، ج ۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاھور۔
۳۴۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، ح ۳۳۶۱، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۳۵۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب الادب، ح۳۳۲۹، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۳۶۔ مستدرک علی الصحیحین : الحافظ ابی عبداللہ الحاکم نیشاپوری، ج ۴، دار الکتاب العربی۔ بیروت
۳۷۔ احیاء العلوم : حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ ص۱۰۸، ج ۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاھور۔
۳۸۔ مسند احمد: لامام احمد بن حنبل ؒ ج ۲ دار الکتاب العربی، بیروت۔
۳۹۔ تحفۃ الاطفال: حافظ محمد اسلم زاھد، ص۱۲۱، شوکت الامتیاز، لاھور۔
۴۰۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب التمنی، ح ۷۲۳۹، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۴۱۔ القرآن المجید: سورۃ النباء، آیت ۰۹، تاج کمپنی لاھور۔
۴۲۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب الادب، ح۵۰۴۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۴۳۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب االترجل، ح۴۱۹۲، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۴۴۔ مجمع الزوائد: علامہ ابن ابی بکر الھیثمی، ص۱۵۷، ج۶، دار الکتاب، بیروت، ۱۹۶۷ء۔
۴۵۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب االترجل، ح۴۱۹۵، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۴۶۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الایمان، ح ۵۸، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۴۷۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب الادب، ح ۴۳۳۹ ، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۴۸۔ تربیۃ الاولاد فی الاسلام :عبداللہ ناصح العلوان، ج۱، ص ۱۷۷، دار السلام لطباعۃ و النشر ،بیروت۔
۴۹۔ ابن ماجه (سنن) : الامام محمد بن یزید ابن ماجه ، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۵۰۔ مسند احمد: لامام احمد بن حنبل، ح ۶۵۴۷، دار الکتاب العربی۔ بیروت۔
۵۱۔ شعب الایمان : الامام احمد بن الحسن البیهقی، باب فی حقوق الاولاد، دار الکتب العلمیه، بیروت ۱۹۹۰۔
۵۲۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الهبة، ح ۲۴۴۷، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۵۳۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب صفة القیامة، ح ۲۴۳۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۵۴۔ احیاء العلوم : حجۃ الاسلام امام غزالی ﷫، ص ۱۰۸، ج ۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور۔
۵۵۔ مستدرك حاکم و البهیقی بحواله کیف نربی ابنائنا تربیۃ صالحه :حمد حسن رقیط، مکتبۃ مرکز الشریطه الاسلامی الامارات العربیة المتحدة
۵۶۔ مسند احمد : لامام احمد بن حنبل، ح ۱۴۳۹، بحواله اطفال المسلمین: فضیلة الشیخ جمال عبد الرحمٰن دار الکتب السلفیه لاهور۔
۵۷۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الجهاد، ح ۳۲۴۵، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۵۸۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الفضائل، ح ۶۱۳۰۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۵۹۔ مسند احمد : لامام احمد بن حنبل، ح ۱۶۰۹، بحواله اطفال المسلمین: فضیلة الشیخ جمال عبد الرحمٰن، دار الکتب السلفیه لاهور۔
۶۰۔ القرآن المجید: سورۃ النور، آیت ۳۰، تاج کمپنی لاہور۔
۶۱۔ مقدمه ابن ماجه (سنن) : الامام محمد بن یزید ابن ماجه ، ح ۲۲۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۶۲۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب العلم، ح ۱۶، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۶۳۔ مجمع الزوائد:علامہ ابن ابی بکر الھیثمی، ج۹،ص۲۸۶، دار الکتاب، بیروت، ۱۹۶۷ء۔

۶۴۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب المناقب، ح ۲۶۳۹، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۶۵۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الاستیذان، ح۲۷۳۹، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۶۶۔ سنن کبریٰ، ض ۱۰، ح ۲۹۱۲ بحوالہ اطفال المسلمین: فضیلۃ الشیخ جمال عبدالرحمٰن، مترجم ڈاکٹر عبدالرحمٰن، دار الکتب السلفیہ، لاہور۔

۶۷۔ طبقات الحفاظ للسیوطیص ۱۵۴ بحوالہ اطفال المسلمین: فضیلۃ الشیخ جمال عبدالرحمٰن، مترجم ڈاکٹر عبدالرحمٰن، دار الکتب السلفیہ، لاہور۔

۶۸۔ تربیۃ الاولاد فی الاسلام :عبداللہ ناصح العلوانی ج۱، ص۱۵۰، دار السلام لطباعۃ والنشر ،بیروت۔

۶۹۔ تربیتِ اولاد کا انسائیکلوپیڈیا:مولانا عبدالمعبود ص ۱۳۲ ، مکتبہ رحمانیہ ن لاہور۔

۷۰۔ مسلم شریف(صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الایمان ح۶۳، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۷۱۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الادب ح ۶۰۰۳ء، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۷۲۔ مسلم شریف(صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الفضائل، ح۶۲۵۹، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۷۳۔ جامع الصغیر بحوالہ تربیت اولاد کا انسائیکلوپیڈیا:مولانا عبدالمعبود، ص۱۳۲ ،مکتبہ رحمانیہ ن لاہور۔

۷۴۔ احیاء العلوم : حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ ص۱۰۷، ج۲، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور

۷۵۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب الطھارت، ح ۱۸۵، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۷۶۔ طبقات ابن سعد بحوالہ اطفال المسلمین: فضیلۃ الشیخ جمال عبدالرحمٰن ، مترجم ڈاکٹر عبدالرحمٰن ، ص ۱۹۷، دار الکتب السلفیہ،

لاہور۔

۷۷۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب احادیث الانبیاء، ح۳۳۷۳، ص۵۶۵، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۷۸۔ مسند احمد: لامام احمد، ح۱۷۳۹، بحوالہ اطفال المسلمین: فضیلۃ الشیخ جمال عبدالرحمٰن، ص۱۰۳، دار الکتب السلفیہ، لاہور۔

۷۹۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الفضائل، ح۶۰۱۱، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۰۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الفضائل، ح۳۲۹۶، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۱۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث، کتاب مواقیتِ صلوٰۃ، ح۴۱۸، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۲۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب البر و الصبر، ح۱۹۵۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۳۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الحدود، ح۶۸۳۸، ص ۱۱۸۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۴۔ جامع الصحیح بحوالہ اطفال المسلمین: فضیلۃ الشیخ جمال عبدالرحمٰن، مترجم ڈاکٹر عبدالرحمٰن، ص۱۲۰، دار الکتب السلفیہ، لاہور۔

۸۵۔ احیاء العلوم : حجۃ الاسلام امام غزالیؒ، ص۱۰۷، ج۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور۔

۸۶۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الفضائل، ح۶۳۷۸، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۷۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، کتاب الفضائل، ح۶۲۶۶، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۸۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب الشربۃ، ح ۵۶۲۰، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۸۹۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی، کتاب الدعوات، ح۳۴۵۵، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۹۰۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، کتاب النکاح، ح ۵۰۶۶،

دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۹۱۔ شعب الایمان : الامام احمد بن الحسن البھیقی، باب حقوق الاولاد، ج ۲، ص ۴۰۲، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰۔
۹۲۔ شعب الایمان : الامام احمد بن الحسن البھیقی، باب حقوق الاولاد، ج ۲، ص ۴۰۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۰۔

کتابیات:

۱۔ ابی داؤد (سنن) :الامام سلیمان بن اشعث ، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۲۔ ابن ماجه (سنن) : الامام محمد بن یزید ابن ماجه ، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۳۔ الادب المفرد: الامام محمد بن اسمٰعیل البخاری، المطبعه السلفیه، القاهره۔
۴۔ احیاء العلوم: حجۃ الاسلام امام غزالی ؒ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاھور۔
۵۔ اسلام میں بچوں کی تربیت :محمد بن جمیل زینو، مترجم : محمود تبسم ، حدیبیہ پبلی کیشن، رحمانی مارکیٹ، لاھور۔
۶۔ بخاری شریف (صحیح) الحافظ محمد بن اسمٰعیل، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۷۔ ترمذی شریف (الجامع) الامام محمد بن عیسی الترمذی ، دارالسلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء
۸۔ تحفة الاطفال: حافظ محمد اسلم زاھد، شوکت الامتیاز، لاھور۔
۹۔ تربیة الاولاد فی الاسلام :عبدالله ناصح العلوان ، دارالسلام لطباعة و النشر ، بیروت۔
۱۰۔ تربیت اولاد کا انسائیکلوپیڈیا: مولانا عبدالمعبود، مکتبہ رحمانیہ ن، لاھور۔
۱۱۔ تربیت اولادت: ترجمہ تذکیر العباد بحقوق الاولاد، عبدالله بن جار الله، مترجم محمد یوسف ضیاء، نور اسلام اکیڈمی، لاھور۔
۱۲۔ کیف نربی ابنائنا تربیۃ صالحه :حمد حسن رقیط ، مکتبة مرکز الشریطه الاسلامی الامارات العربیة المتحدة

۱۳۔ شعب الایمان : الامام احمد بن الحسن البھیقی، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۱۹۹۰۔

۱۴۔ قرآن مجید: تاج کمپنی لاھور۔

۱۵۔ کنز العمال: علامہ علی المتقی الھندی، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۱ء۔

۱۶۔ مسلم شریف (صحیح) :الحافظ مسلم بن الحجاج القشیری، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۱۷۔ مجمع الزوائد: علامہ ابن ابی بکر الھیثمی، دار الکتاب، بیروت، ۱۹۶۷ء۔

۱۸۔ مستدرک علی الصحیحین : الحافظ ابی عبداللہ الحاکم نیشاپوری، دار الکتاب العربی۔ بیروت

۱۹۔ مفردات القرآن: امام راغب اصفہانی ﷺ اسلامی اکیڈمی لاھور۔

۲۰۔ النسائی شریف (سنن) : الحافظ احمد بن شعیب بن علی النسائی ، دار السلام للنشر والتوازیع للریاض، ۲۰۰۰ء

۲۱۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں کی تربیت کیسے فرمائی(اردو ترجمہ) اطفال المسلمین : فضیلۃ الشیخ جمال عبدالرحمٰن ، مترجم ڈاکٹر عبدالرحمٰن ، دار الکتب السلفیہ، لاھور۔

۲۲۔ تفسیر بیضاوی :عبداللہ عمر بن محمد الشیرازی، ۔ مکتبہ رحمانیہ ، اقرا سنز ، غزنی اسٹریٹ ، اردو بازار، لاھور۔

۲۳۔ اردو لغت، ناشر اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی۔

۲۴۔ بچوں کی تعلیم و تربیت :شیخ مسعود ظفر، ادارہ مطبوعات صحت ، لاھور ۲۰۰۰ء